ملفوظاتِ اعلیحضرت بریلوی رح

حِصّہ چہارم

مدینہ پبلشنگ کمپنی مشہور محل میکلوڈ روڈ۔ کراچی

بقلم خود بابو برکت علی ولد امام دین

سنہ ۱۹۱۲ء

مسلمانانِ عالم کیلئے ایک اعلیٰ ترین دستور العمل

یعنی

ملفوظات حضور پُرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الملفوظ

۱۳۳۸ھ

حصّہ چہارم

مؤلفہ ومرتبہ

فاضل نوجوان عالیجناب مولانا مولوی محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب قادری نوری سلّمہٗ

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ۔ کراچی ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ہ

عرض ۔ حدیث کے متواتر ہونے کے لئے چودہ یا تیس کی تعداد ہے تو چودہ یا تیس چاہے حسن ہوں یا صحیح ۔

ارشاد ۔ حسن ہوں یا صحیح ۔ حسن صحیح کا فرق محدثین کا کیا ہوا ہے ۔ فقہا کے نزدیک دونوں ایک ہیں ۔ (پھر فرمایا) استن حنانہ کے معجزہ کو قیاس چاہتا ہے متواتر ہونے کو ۔ مجمع کا وقت تھا ۔ صحابہ کرام کا مجمع سب کے سامنے کا واقعہ بھی ایسا عجیب ہر ایک نے اس واقعہ کو بیان کیا ہوگا بخلاف شق القمر کے کہ وہ آدھی رات میں واقع ہوا تھا ۔ صحابہ بھی حضور کے ساتھ کم تھے اس کی حدیث متواتر نہیں ۔ قرآن عظیم سے استناد کیا جائے گا ۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) فلسفہ میں توغل کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی انھوں نے لکھا ای تنشق یعنی قیامت کے دن شق ہو جائیگا چونکہ یقینی الوقوع ہے اس لئے بصیغہ ماضی فرمایا گیا ۔ لیکن اس تاویل کو خود آگے کی آیت رد فرماتی ہے وَاِنۡ یَّرَوۡا اٰیَةً یُّعۡرِضُوۡا وَیَقُوۡلُوۡا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو

ف۱ تواتر کے لئے یہ ضرور نہیں کہ حدیثیں صحیح ہوں حسن سے بھی ہو جائے گا ۔

ف۲ بیضاوی نے جو شق القمر کی تاویل کی ، آیت سے اس کا جواب ۔

اعتراض کریں گے اور کہیں گے یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا۔ اس دن کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جادو ہے شاہ ولی اللہ رح (ف۱) نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہدیا جائے کہ حضور نے خبر دی تھی چاند شق ہو جائے گا اور یہ محض غلط ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں اس کو مردود کر رہی ہیں۔ حدیث سے مصرح ہے کہ حضور نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا اور وہ شق ہوا اور ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اشھد اے اللہ گواہ ہو جا اس کی احادیث (ف۲) مشہورہ ہیں اور ان سے اجماع مسلمین لاحق ہو گیا۔

عرض۔ تو اس وجہ سے آیت میں دوسری تاویل کا احتمال نہ رہا۔

ارشاد۔ اصلا نہ رہا اور نہ پہلے تھا۔ دوسری آیت اس تاویل باطل کو رد کر رہی ہے مگر ہے یہ کہ یابی اللہ العصمۃ الا لکلامہ ولکلام رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (پھر فرمایا) انسان سے غلطی ہوتی ہے۔ مگر رحمت ہے اس پر جس کی خطا کسی امر مہم دینی پر زد نہ ڈالے یہ بڑی رحمت ہے ایسی ہی باتوں کی نسبت شیخ محقق کو مدارج شریف میں غصہ آگیا فلاسفہ کے اعتراض نقل کئے کہ وہ ایسا کہتے ہیں۔ پھر فرمایا ان سے کوئی تعجب نہیں این بدبخت متکلمان راچہ شدہ است (پھر فرمایا) فلاسفہ کے طور پر تو شق القمر محال ہے وہ فلکیات کو قابل خرق والتیام مانتے ہی نہیں۔

عرض حضور وہ تو فلک محدد الجہات کو قابل خرق والتیام نہیں مانتے ہیں۔

ارشاد۔ دعویٰ (ف۳) تو ان کا تمام فلکیات کی نسبت ہے مگر دلیل ان کی سوائے محدد الجہات کے اور کہیں نہیں چلتی (پھر فرمایا) الٰہیات (ف۴) و نبوات و معاد کو جو

ف۱ شاہ ولی اللہ رح صاحب نے معجزہ شق القمر سے انکار کیا ان کا رد احادیث سے، ف۲ شق القمر کی احادیث مشہورہ ہیں شق القمر پر اجماع مسلمین، ف۳ فلاسفہ کے فلکیات کو ناقابل خرق والتیام ماننے کا ذکر اور انکی دلیل کی حالت کا بیان، ف۴ الٰہیات و نبوات و معاد کو میزان عقل سے تولنے والا لغزش کریگا۔

میزان عقل سے تولنا چاہے گا وہ لغزش کرے گا۔ عقائد سمعیہ[ف۱] کے بارہ میں ان نصوص شرعیہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت بس اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا یہ راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو اور خاص کر ان کی عورتوں کو اور ان کی بوڑھیوں کو ان سے کتنا ہی کچھ کہو ہرگز نہ مانیں گی جو سن چکی ہیں۔ اسی پر عقیدہ رکھیں گی۔ اسی واسطے ارشاد ہوا علیکم بدین العجائز بوڑھیوں کا دین اختیار کرو۔ امام[ف۲] رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان کا ایک شاگرد آیا وہاں ایک جاہل ان پڑھ بیٹھا تھا اس سے کہا تمہارا کیا مذہب ہے کہا سنّی، پوچھا اپنے دل میں اس مذہب کی طرف سے کچھ خدشہ پاتے ہو۔ کہا حاشا للہ جیسا مجھے دوپہر کے آفتاب پر یقین ہے ایسا ہی مجھے اپنے مذہب پر ہے امام کا شاگرد یہ سن کر اتنا رویا کہ کپڑے بھیگ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جانتا کہ کونسا مذہب حق ہے۔ (پھر فرمایا[ف۳]) اسی واسطے ناقص بلکہ کامل کو بھی بلا ضرورت بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے۔

امام[ف۴] حارث محاسبی نے بدمذہبوں کے رد میں ایک کتاب تصنیف کی اور رد بدمذہبوں کے رد میں پہلی[ف۵] تصنیف تھی امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا کہا مجھ سے کیا خطا ہوئی میں نے ان کا رد ہی تو کیا ہے۔ فرمایا کیا ممکن نہیں ہے کہ تم نے جو کلام بدمذہبوں کا نقل کیا ہے کسی کے دل میں جم جائے

ف۱ عقائد سمعیہ پر نصوص شرعیہ کے ہاتھوں ایسا ہونا چاہئے جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں، ف۲ امام رازی کے تلمیذ کی ایک دلچسپ حکایت،

ف۳ جاہلوں بلکہ شدھ بدھ پڑھے لکھوں کو بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز بلکہ بے ضرورت علما کو بھی، ف۴ امام حارث محاسبی و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ

ف۵ بدمذہبوں کے رد میں سب سے پہلے کس نے کتاب تصنیف کی۔

اور وہ گمراہ ہو جائے (پھر فرمایا) پہلے تلوار تھی رد کی حاجت نہ تھی تلوار کے ذریعہ سارا انتظام ہو سکتا تھا مگر اب ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں رد کرنا فرض ہے فــ۱۔ حدیث میں ارشاد ہوا اذا ظهرت الفتن او قال البدع ولم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه جب فتنے یا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اس پہ اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل (پھر فرمایا) امام سعید فــ۲ ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ میں تشریف لئے جاتے تھے ایک بدمذہب ملا۔ امام سے کہا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا اس نے کہا صرف ایک بات آپ نے چھنگلیا کے پہلے پورے پر انگوٹھا رکھ کر فرمایا ولا نصف کلمة آدھی بات بھی نہیں سنوں گا۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا ازایشان منہم ہے (پھر فرمایا) اکابر کی تو یہ حالت اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل سا جاہل جٹا پڑتا ہے آریوں سے وہابیوں سے اور کچھ خوف نہیں کرتا جو تمام فنون کا ماہر ہو تمام پیچ جانتا ہو پوری طاقت رکھتا ہو۔ تمام ہتھیار پاس ہوں اس کو بھی کیا ضرور کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے۔ اللہ پر توکل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔

مؤلف۔ ایک مرتبہ بعد عصر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا آج چوتھا روز ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیّن معجزہ ظاہر ہوا۔ گائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاضرہ ہوتا ہے ایک صاحب نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا اور ساتھ ایک رقعہ میں لکھ دیا کہ اس میں سے تھوڑا سا چکھ لیں۔ شوربے

فــ۱ بدمذہبوں کا رد فرض، فــ۲ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدمذہب سے کہا میں تیری آدھی بات سننا نہیں چاہتا۔

میں مرچ زیادہ تھی اور میں مرچ کا عادی نہیں۔ میں نے ایک بوٹی صاف کر کے کھائی بہت اچھا پکا تھا۔ میں نے ایک بوٹی اور مانگی اس وقت معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت ہے۔ دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی سید محمود علی صاحب کا خدا بھلا کرے زمزم شریف بہت سا انھوں نے بھیجدیا ہے۔ میں نے جس وقت ابتہال ہوا فوراً زمزم شریف[ف۱] پیا صبح تک برابر پیتا رہا کچھ بھی نہ ہوا (پھر فرمایا) زمزم شریف میں یہ معجزہ ہے کہ دو مہینے کا زمزم شریف تھا اس سے یہ نفع ہوا حالانکہ باسی پانی فوراً مجھے نقصان ہوتا ہے۔ پہلی بار کی حاضری میں میری بائیس برس کی عمر تھی میں نے دونوں وقت کی روٹی چھوڑ دی تھی صرف گوشت پر اکتفا کرتا اور گوشت بھی دنبے کا جو سنا چرے ہوئے ہوتے ہیں کچھ روز کے بعد پیٹ میں خلش معلوم ہوئی حرم شریف میں جا کر قدح بھر کر زمزم شریف پیا فوراً خلش جاتی رہی (پھر فرمایا) کھانے پینے کی چیزوں میں مجھے زمزم شریف سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں۔ یہاں کیا ذریعہ وہاں صبح، دوپہر، شام ہر وقت پیتا پانچوں نمازوں کے بعد پہلا کام یہی ہوتا تھا (پھر فرمایا) زمزم شریف کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے کسی وقت کچھ کھاراپن کسی وقت نہایت شیریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) زمزم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہو اُسے نہ کسی غذا کی ضرورت نہ دوا کی۔ حدیث شریف میں فرمایا زمزم کھانے کی جگہ کھانا ہے اور دوا کی جگہ دوا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ضعف اسلام تھا۔ صحابہ چالیس تک نہ پہنچے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ آئے وہاں نہ کسی سے شناسائی نہ کسی سے ملاقات ایک مہینہ کامل وہی زمزم شریف پیا حالت یہ ہوئی کہ پیٹ کی بٹیں اُلٹ پڑیں (اس قدر توانائی آگئی) (پھر فرمایا) یہ جانچ[ف۲] ہے منافق کی اور مومن کی

ف۱ زمزم شریف کے برکات، ف۲ منافق اور مومن کی ایک جانچ

منافق کبھی پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا اور میں تو بحمد اللہ اس قدر دودھ نہیں پی سکتا ہوں جس قدر زمزم شریف پی لیتا تھا۔ ایک بادیہ جس میں دو سیر پانی آتا تھا کبھی نصف اور کبھی نصف سے زیادہ پی لیتا تھا باقی بچتا مونھ اور سر پر ڈال لیتا۔

عرض ۔ زمزم شریف بھی تین سانسوں میں پینا چاہئے۔

ارشاد ۔ ہاں[ف۱] ہر چیز کا یہی حکم ہے حدیث میں ارشاد ہوا مصوہ مصا ولا تعبوہ عبا فان منہ الکباد چوس چوس کر پیو غٹ غٹ کر کے بڑے بڑے گھونٹ نہ لگاؤ۔

عرض ۔ حضور کن کن پانیوں کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

ارشاد ۔ زمزم[ف۲] اور وضو کا پانی شرع میں کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے اور لوگوں نے دو اور اپنی طرف سے لگالئے ہیں ایک سبیل کا اور دوسرا جھوٹا پانی اور دونوں جھوٹے، سبیل کا تو یوں لگالیا کہ اکثر کیچڑ ہوتی ہے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ (پھر فرمایا) دوسری بار کی حاضری میں مجھے جیٹھ کا مہینہ پورا مدینہ طیبہ میں گزرا دن میں تو کچھ خفیف گرمی ہوتی تھی رات کو اگر نماز عشا پڑھ کر سوئے تو سوائے مؤذن کی آواز کے اور کوئی جگانے والا نہیں نہ گرمی نہ پسّو نہ کھٹمل نہ مچھر حدیث میں ارشاد ہوا لیل تہامۃ لاحر ولا برد ولا خوف ولا سامۃ مدینہ کی رات[ف۳] میں نہ گرمی ہے نہ سردی نہ خوف ہے نہ ملال منیٰ[ف۴] میں تین دن کروڑوں جانور ذبح ہوتے ہیں لیکن مکھی نظر آتی ہے نہ کوّا نہ چیل۔ اگر کوئی کہے وہاں مکھی ہوتی ہی نہ ہو تو مکہ معظمہ میں شب کے وقت دیکھا

ف۱ ہر پینے کی چیز چوس چوس کر پی جائے بڑے بڑے گھونٹ نہ لئے جائیں۔

ف۲ ان پانیوں کا بیان جنھیں کھڑے ہو کر پینا چاہیئے۔

ف۳ مدینہ کی رات، ف۴ منیٰ کے دن

گیا کہ اگر سوتے میں ہاتھ اُٹھ گیا تو مکھیوں کا ڈنگارا اڑ گیا۔

عرض ۔ زید مرتد ہو گیا تو عورت پر عدت ہے یا نہیں۔

ارشاد ۔ اگر قربت[1] ہو چکی ہے تو عدت کرے گی ورنہ نہیں۔

عرض ۔ عدت تو نکاح کے لئے ہے اور مرتد کا نکاح ہی نہیں۔

ارشاد ۔ شبہہ[2] نکاح کی بھی عدت ہوتی ہے ۔ (اور سوال تو بعد نکاح ارتداد کی صورت سے تھا)۔

عرض ۔ مرتد مسلمان ہو گیا تو اپنی بیوی سے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

ارشاد ۔ اس[3] کی رضامندی سے کر سکتا ہے۔

عرض ۔ حضور کیا اس صورت میں حلالہ ہے۔

ارشاد ۔ نہیں کہ حلالہ طلاق کے ساتھ خاص ہے۔

عرض ۔ حالتِ اسلام میں دو طلاقیں دی تھیں پھر معاذ اللہ مرتد ہو گیا اب پھر اسلام لایا اب کتنی طلاق کا مالک ہے۔

ارشاد ۔ ایک[4] طلاق کا

عرض ۔ حضور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام اپنے ماقبل کو مٹا دیتا ہے۔

ارشاد ۔ اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عرض ۔ نابالغی میں زید عالم ہو گیا وہ مکلف ہے یا نہیں۔

ارشاد ۔ ابھی سے مکلف نہ ہو گا علم سبب تکلیف نہیں جاہل محض ہے اور بالغ ہے مکلف ہے اور علامہ ہے بالغ نہیں تو مکلف نہ ہو گا۔

ف۱ مرتد کی عورت پر عدت ہو گی یا نہیں۔

ف۲ عدت شبہ نکاح سے بھی ہوتی ہے۔

ف۳ بعد ارتداد مسلمان ہو کر بی بی سے بجبر نکاح نہیں کر سکتا۔ ف۴ دو طلاق دے کر مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو کر اس بی بی سے نکاح کیا ایک ہی طلاق کا مالک رہا۔

عرض ۔ نوشیرواں[ف۱] کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد ۔ نہیں۔ اور اگر اسکے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام

عرض ۔ حضور میں آج کل بہت پریشان ہوں گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے قرضدار بہت ہو گیا ہوں۔

ارشاد ۔ اللھم[ف۲] اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک

ہر نماز کے بعد ۱۱-۱۱ بار اور صبح و شام سو سو بار روزانہ اوّل و آخر درود شریف اسی دعا کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہو گا تو اُسے ادا کر دے گا۔

عرض ۔ مدراس سے جو تار آتا ہے اُس کے آنے میں کچھ وقفہ نہیں لگتا۔

ارشاد ۔ شاید ایک سکنڈ دو سکنڈ کا وقفہ لگتا ہو۔ اگر تار کا سلسلہ برابر متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو تو تیس سکنڈ میں ساری زمین کا دورہ کر کے پھر وہیں آجائیگا ایک سکنڈ میں تقریباً ایک ہزار میل چلتا ہے اور نور[ف۳] ایک سکنڈ میں ایک لاکھ بانوے ہزار میل چلتا ہے اور روح[ف۴] باصرہ کی رفتار اس سے بھی کہیں تیز ہے اس کی رفتار خدا ہی جانتا ہے۔ ایک نگاہ اٹھائی اور فوراً فلک ثوابت تک پہنچی ایک سکنڈ کا وقفہ نہیں لگتا۔

عرض ۔ فلک ثوابت کا فاصلہ کتنا ہو گا۔

ارشاد ۔ واللہ اعلم۔ سب سے قریب[ف۵] تر ثابتہ جو مانا گیا ہے نواربِ اڈتیس کروڑ میل ہے (پھر فرمایا) زمین[ف۶] سے سدرۃ المنتہیٰ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے اس سے

ف۱ نوشیرواں کو عادل کہنے کا حکم، ف۲ ادائے قرض کی وہ دعا جس کی نسبت حضرت مولا علی نے فرمایا کہ پہاڑ کے برابر ہو تو ادا ہو جائے گا۔

ف۳ نور کی رفتار فی سکنڈ، ف۴ روح باصرہ کی تیز رفتاری، ف۵ سب سے قریب ثابتہ کا فاصلہ، ف۶ زمین سے سدرۃ المنتہیٰ کا فاصلہ۔

آگے مستوی[۱] اس کے بعد اللہ جانے اس سے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانسو برس کا فاصلہ اور اُس سے آگے عرش[۲] اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔ حدیث میں ہے آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں فرشتہ نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو۔ فرمائیے کس قدر فرشتے ہیں وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) جب فرمایا گیا عَلَیْھَا تِسْعَةَ عَشَرَ ملائکہ دوزخ پر انیس فرشتے موکل فرمائے اس پر کفار نے استہزا کیا۔ رب عزوجل نے فرمایا یہ اس واسطے تعداد فرمائی گئی تاکہ یقین کریں وہ لوگ جنہیں کتاب ملی اور زیادہ ہوا۔ ایمان والوں کا ایمان اور شکر کریں اہل کتاب اور مومنین (پھر فرمایا) ابو جہل لعین نے کہا تھا دوزخ میں صرف انیس فرشتے ہیں دس سے میں نبٹ لوں گا نو سے تم نبٹ لینا۔ ایک اور خبیث نے کہا نو کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لوں گا اور آٹھ کو اپنی پیٹھ پر لادلوں گا دو رہ گئے اُن سے تم نبٹ لینا معاذ اللہ۔

عرض ۔ حضور[۳] کتنے فرشتوں پر ایمان لانا چاہئے۔

ارشاد ۔ جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ فرماتا ہے کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ کوئی تعداد مقرر نہ فرمائی۔ تمام فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے جس طرح وَکُتُبِہٖ فرمایا گیا۔ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضرور ہے۔ کتابوں میں چار کے نام معلوم ہیں اور ان کے سوا اور صحف نازل ہوئے یہی کہنا چاہئے کہ ہم تمام کتابوں پر ایمان لائے اسی طرح فرمایا وَرُسُلِہٖ یہاں بھی تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لازم ہے۔

ف۱ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے کیا ہے۔

ف۲ عرش کے نیچے ستر ہزار حجاب۔ اور ہر حجاب کا دوسرے سے فاصلہ

ف۳ تمام ملائکہ اور تمام کتب اور تمام رسولوں پر ایمان ضروری ہے۔

عرض۔ اگر کشتی[ف۱] بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو لیکن کوئی اُترنے نہ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد۔ پڑھ لے جب کنارے پر اترے اعادہ کرے

عرض۔ عورت[ف۲] سے اگر کلمۂ کفر نکل جائے تو نکاح ٹوٹے گا یا نہیں بعد توبہ کے پھر تجدید نکاح کرے۔

ارشاد۔ ہاں عملاً[۱] باصل المذہب یہی ہے کہ نکاح فی الحال فسخ ہو جاتا ہے

عرض۔ کسی مسلمان کو کافر کہدیا کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ بطور[ف۳] سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر[۲] ہو گیا۔

عرض۔ حضور[ف۴] ایک صاحب پہلے محدث[۳] صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتلاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد۔ ایک[ف۵] صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے آپ کی خدمت میں بادشاہِ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس

ف۱ کشتی کنارے پر ہو اترنے سے کوئی مانع ہو تو نماز کا حکم، ف۲ عورت کلمۂ کفر بولے تو نکاح سے نکلتی ہے یا نہیں۔ ف۳ مسلمان کو بطور شتم کافر کہنا اور کافر جاننا دونوں کا حکم۔ ف۴ محض کشف دلیل ولایت نہیں۔ ف۵ ایک ولی اور بادشاہ کی حکایت۔

۱؎ اور فتویٰ اس پر ہے کہ ارتداد زن سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی وہ توبہ اور شوہر اول کی طرف رجوع پر مجبور کی جائے گی ورنہ امان اٹھ جائے گی۔ ۱۲ مؤلف غفی عنہ

۲؎ یہ حکم مسلمان کے کافر کہنے کا ہے اور جو شخص باوجود ادعائے ایمان و اسلام کلمات کفر بولے افعال کفر کرے اس کو کافر کہا ہی جائیگا کہ یہاں مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے، ۳؎ یعنی حضرت مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ العزیز ۱۲ مؤلف غفرلہ

کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں۔ آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی۔ اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا، خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دیدیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھدی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دیدیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ لیجئے کہ وہ صفت[1] جو غیر انسان کے لئے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں[2]۔

عرض۔ مسمریزم[ف۱] کی حقیقت کیا ہے۔

ارشاد۔ اصل اس کی تصحیح تصور ہے روح کی قوتوں کو ظاہر کرنا۔ روح[ف۲] کی بہت قوتیں ہیں۔ سبع سنابل شریف میں ہے تین صاحب جا رہے تھے دور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت آدمیوں کا مجمع ہے ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے حواری حاضر ہیں ایک فاحشہ ناچ رہی ہے شمع روشن ہے یہ صاحب تیر اندازی میں بڑے مشتاق تھے آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس میں فسق و فجور کو درہم برہم

لہ یعنی کشف ۲ یعنی جب وہ نماز کے پابند نہیں ولی نہیں کشف مسلم تو مسلم کبھی غیر مسلم کو بھی ہوتا ہے صاحب کشف ہونے سے ولی ہو جانا ضرور نہیں ۱۲

ف۱ مسمریزم کی حقیقت ، ف۲ روح کی قوتوں کا ذکر

کرنا چاہیئے کیا تدبیر کی جائے ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کردو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے دوسرے نے کہا کہ اس ناچنے والی عورت کو قتل کردو۔ تیسرے صاحب نے کہا اسے بھی قتل نہ کرو کہ وہ خود نہیں آئی راجہ کے حکم سے آئی ہے اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے اس شمع کو گل کردو یہ رائے پسند ہوئی انھوں نے تاک کر شمع کی لَو پر تیر مارا شمع گل ہوئی اب نہ وہ راجہ رہا نہ فاحشہ نہ مجمع نہایت تعجب ہوا بقیہ رات وہیں گزاری جب صبح ہوئی دیکھا تو ایک الّو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام اُسی الو کی روح کر رہی تھی۔ (پھر فرمایا) نمرود[ف۱] کے دروازہ پر ایک درخت تھا جس کا سایہ بالکل نہ تھا جب ایک شخص اس کے نیچے آتا اُس کے لائق سایہ ہو جاتا دوسرا آتا تو دو کے لائق ہو جاتا غرض ایک لاکھ تک آدمی اس کے سایہ میں رہ سکتے اور جہاں ایک لاکھ سے ایک بھی زیادہ ہوا سب دھوپ میں۔ اسی[ف۲] کا ایک حوض تھا صبح کو لوگ آتے کوئی اس میں پیالہ بھر کر دودھ ڈالتا کوئی شربت کوئی شہد جس کو جو پسند آتا یہاں تک کہ وہ بھر جاتا اور سب چیزیں خلط ہو جاتیں اب جس کو حاجت ہوتی پیالہ ڈالتا جو شے جس نے ڈالی ہوتی وہی اس کے جام میں آجاتی یہ کافر اور وہ بھی کیسے بڑے کافر کا استدراج تھا۔ اسی واسطے اولیائے کرام فرماتے ہیں کشف و کرامت نہ دیکھ استقامت دیکھ کہ شریعت کے ساتھ کیسا ہے۔ حضرت خواجہ شیخ بہاء الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں آپ سے کسی نے عرض کی کہ حضرت تمام اولیا سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں حضور سے بھی کوئی کرامت دیکھیں فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہے کہ اتنا بڑا بھاری بوجھ گناہوں کا سر پر ہے اور زمین میں

ف نمرود کے دروازے کے درخت کی عجیب حکایت

ف نمرود کے ایک عجیب حوض کی حکایت

دھنس نہیں جاتا۔

عرض۔ مکان[ف۱] میں وضو کے لئے مسجد سے گرم پانی لے جانیکا کیا حکم ہے

ارشاد۔ حرام ہے اگرچہ وضو کے لئے لیجائے۔

عرض۔ حضور رجال الغیب ملائکہ میں سے ہیں۔

ارشاد۔ نہیں۔ جنوں[ف۲] یا انسانوں میں سے ہوتے ہیں آپ نے رجال پر خیال نہیں کیا۔ ملائکہ[ف۳] پاک ہیں رجال اور نساء ہونے سے۔

عرض۔ بودار پسینہ بغلوں سے نکلے وضو تازہ کرنا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد۔ پسینہ نکلنے سے وضو ضروری نہیں ہاں اگر کھجائے[ف۴] تو تازہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

عرض۔ مجاذیب بھی کسی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

ارشاد۔ ہاں وہ خود سلسلے میں ہوتے ہیں ان[ف۵] کا کوئی سلسلہ نہیں ان سے آگے پھر نہیں چلتا۔

عرض۔ کسی کی کرامت کسبی بھی ہوتی ہے۔

ارشاد۔ کرامت[ف۶] سب کی وہبی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھانمتی کا تماشا ہے لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔

عرض۔ رجال الغیب کیوں کہلاتے ہیں۔

ارشاد۔ غائب رہتے ہیں اس وجہ سے

عرض۔ رجال الغیب بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

ف۱ مسجد سے گرم پانی لے جانے کا حکم، ف۲ رجال الغیب جنوں یا انسانوں سے ہوتے ہیں

ف۳ ملائکہ نہ مرد نہ عورت وہ عورت و مرد ہونے سے پاک ہیں۔

ف۴ بغل کھجانے سے وضو تازہ مستحب ہے، ف۵ مجاذیب سے کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوتا

ف۶ کرامت کسبی نہیں ہوتی۔

ارشاد۔ ہاں[ف۱] یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔ البتہ افراد سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کے ماتحت نہیں اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

عرض۔ ان چاروں سلاسل کے علاوہ بھی کوئی اور خاندان ہے جو ان چاروں میں سے کسی کی شاخ نہ ہو۔

ارشاد۔ ہاں[ف۲] تھے اب تو بہت سے منقطع ہو گئے۔ ایک سلسلہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق[ف۳] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سلسلہ علاوہ سلسلۂ نقشبندیہ کے حواریہ[ف۴] تھا اسکے امام حضرت سیدی ابو بکر حواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ کے مرید حضرت ابو محمد شنبکی اور آپ کے مرید حضرت تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (پھر فرمایا) اللہ کو ہدایت فرماتے دیر نہیں لگتی۔ یہ حضرت ابو بکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے رہزن تھے قافلے کے قافلے تنہا لوٹا کرتے تھے ایک بار ایک قافلہ اترا آپ وہاں تشریف لے گئے ایک خیمہ کی طرف گئے اس خیمہ میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابو بکر حوار کا دخل ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آجائیں پس یہ کہنا ان کا ہادی ہو گیا خود فرمایا ابو بکر تیری حالت

ف۱ رجال الغیب سلسلہ میں ہوتے ہیں افراد سوائے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی کے ماتحت نہیں مگر انھیں بھی حضور غوث اعظم کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

ف۲ ان چاروں سلاسل مشہورہ کے علاوہ بہت سلاسل کا ذکر، ف۳ نقشبندیہ سلسلہ حضرت صدیق اکبر سے ہے، ف۴ سلسلہ حواریہ کے امام حضرت ابو بکر حوار ہیں۔

یہ ہو گئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کرتی ہیں اور تو خدا سے نہیں ڈرتا اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے شب کو سوئے خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے آپ نے عرض کیا بیعت لیجئے، ارشاد فرمایا تجھ سے تیرا ہمنام بیعت لے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی اور اپنی کلاہ مبارک ان کے سر پر رکھی آنکھ کھلی تو کلاہ اقدس موجود تھی یہ سلسلہ حواریہ آپ سے شروع ہوا۔

عرض ۔ عرب کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم حدیث میں ہے۔

ارشاد ۔ ہاں ف۱ حدیث میں ہے من احب العرب فقد احبنی ومن ابغض العرب فقد ابغضنی دوسری حدیث میں ہے حب العرب ایمان وبغضھم نفاق ایک اور حدیث میں ہے احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقراٰن عربی ولسان اھل الجنۃ عربیۃ

عرض ۔ عربی زبان مرنے کے وقت سے ہو جاتی ہے۔

ارشاد ۔ اس کی بابت تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کتاب ابریز کے شیخ فرماتے ہیں منکر نکیر ف۲ کا سوال سریانی میں ہوگا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں۔

عرض ۔ عبرانی اور سریانی ایک ہی ہیں۔

ارشاد ۔ عبرانی اور ہے اور سریانی اور عبرانی میں انجیل ف۳ نازل ہوئی اور سریانی ف۴ میں توریت ہے۔

عرض ۔ حضور متکلمین جو زمان و مکان کو بعد و امتداد موہوم کہتے ہیں

ف۱ عرب سے محبت کا حکم، ف۲ منکر نکیر کا سوال کس زبان میں ہوگا۔
ف۳ انجیل کس زبان میں نازل ہوئی، ف۴ توریت کس زبان میں نازل ہوئی۔

اس کے کیا معنی۔

ارشاد۔ خارج [ف۱] میں ان کا وجود نہیں وہم حکم کرتا ہے لیکن ان کا وجود انیاب اغوال کے مثل نہیں اصلیت ہے۔

عرض۔ حضور خلا ممکن ہے۔

ارشاد۔ خلا [ف۲] بمعنی فضا تو واقع ہے اور خلا بمعنی فضا خالی عن جمیع الاشیا موجود تو نہیں لیکن ممکن ہے فلاسفہ [ف۳] جتنی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزء لایتجزی اور خلا وغیرہ کے استحالہ میں وہ سب مردود ہیں کوئی دلیل فلاسفہ کی ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ سکے۔ فلاسفہ نے جتنی دلیلیں قائم کی ہیں وہ سب اتصال اجزا کو باطل کرتی ہیں وجود جزء کو باطل نہیں کرتیں اور ترکیب جسم کے لئے اتصال ضروری نہیں دیوار جسم مرکب ہے اور اس کے اجزا متصل نہیں۔

عرض۔ حضور مقابلہ تو نکلے گا اور ایک وہ سطح نکلے گی جو مقابل ہو گی اور ایک وہ جو مقابل نہ ہو گی پھر تقسیم ہو جائے گی۔

ارشاد۔ مقابلہ کل سے ہو گا اس کی صورت یہ ہے کہ اصول موضوعہ میں لکھا ہے کہ سطح اور خط اور نقطہ موجود خارجی ہیں اب ہم ایک نقطہ سے تین خط ایک جانب کو ایک حد تک کھینچیں۔ ہر خط کی انتہا پر ایک نقطہ ہو گا۔ ہم پوچھتے ہیں یہ تینوں نقطے ہر ایک آپس میں کل سے مقابل ہیں یا جزء سے اگر جزء سے مانا جائے تو نقطے کے اجزا ہو جائیں گے حالانکہ نقطہ متجزی نہیں تو ثابت ہو گیا کہ کل سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ (پھر فرمایا) میں نے تو جزء لایتجزی کا قرآن عظیم سے اثبات کیا ہے فرماتا ہے وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اور ہم نے انکو پارہ پارہ

ف۱ زمان و مکان کا وجود خارجی نہیں۔

ف۲ خلا بمعنی فضا واقع اور بمعنی خالی از تمام اشیا ممکن۔

ف۳ فلاسفہ کے دلائل ابطال جزء لایتجزی و استحالۂ خلاء کا رد

کر دیا ہے پارہ پارہ کرنا ممزق بمعنی اسم مفعول نہیں کہ اس صورت میں تحصیل حاصل ہوگی بلکہ بمعنی مصدر ہے۔

عرض۔ کھانا کھاتے وقت بولنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ کھانا[ف۱] کھاتے وقت التزام کرلینا نہ بولنے کا یہ عادت ہے مجوس کی۔ اور مکروہ ہے اور لغو باتیں کرنا یہ ہر وقت مکروہ اور ذکر خیر کرنا یہ جائز ہے

عرض۔ نوکر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے یا نہیں

ارشاد۔ جتنی[ف۲] تاکید کر سکتا ہے اتنی نہ کرے تو مواخذہ ہے ورنہ نہیں

عرض۔ مسجد میں کرسی بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ کہنا جائز ہے۔

ارشاد۔ جائز ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں کرسی بچھا کر اس پر وعظ فرمایا ہے۔

عرض۔ کیا[ف۳] اولیا سے بھی احیار موتیٰ کا ثبوت ہے۔

ارشاد۔ ہاں حضرت[ف۴] سیدی احمد جام زندہ پیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے۔ عرض کیا ہاتھی مرگیا ہے فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے آنکھیں بھی ویسی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہوگیا جب سے آپ کا لقب زندہ پیل ہوگیا۔

عرض۔ اگر لڑکی نابالغ ہو تو اس کا ولی نکاح میں کون ہو سکتا ہے۔

ف۱ کھانا کھاتے میں نہ بولنے کا التزام مجوس کی عادت و مکروہ ہے۔

ف۲ نوکر اگر فرائض ترک کرے تو آقا جتنی تاکید کر سکتا ہو اتنی کرنا لازم۔

ف۳ اولیاء نے مردے زندہ کئے ہیں۔ ف۴ حضرت سیدی احمد جام زندہ پیل کی مردہ ہاتھی زندہ کرنے کی حکایت۔

ارشاد۔ باپ اور باپ کے بعد دادا اور دادا نہ ہو تو بھائی بھائی نہ ہو تو بھتیجا بھتیجا نہ ہو تو چچا پھر چچا کا بیٹا الخ

عرض۔ نابالغ لڑکے کا باپ طلاق دے تو ہو گی یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں ہو سکتی۔

عرض۔ حضور جب اس کو نکاح کا اختیار ہے تو طلاق کا بھی ہونا چاہیئے۔

ارشاد۔ نکاح کرا دینے کا مالک ہے کہ وہ نفع ہے طلاق کا نہیں کہ وہ ضرر ہے۔

عرض۔ بد دعا میں یہ کہنا کہ تجھے خدا سمجھے۔

ارشاد۔ تجھے خدا سمجھے کہہ سکتا ہے یہاں سمجھنے کے معنی انتقام لینے کے ہیں۔

عرض۔ کسی کو زانی کہہ کر پکارنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ اگر فـ۱ چار گواہ شرعی نہ لا سکے تو قاذف ہے (پھر فرمایا) اس طرح سے تو لوگ کم بولتے ہیں۔ آج کل جو عوام میں جاری ہے اور اس کو معیوب نہیں سمجھتے کسی کو بیٹی کے ساتھ کسی کو بہن کے لفظ کے ساتھ کسی کو لفظ بڑ کے ساتھ بڑا ہی فحش لفظ ملاتے ہیں یہ بھی موجب حد قذف ہے ایسے ہی کسی کو حرامی کہنا لڑکی کو حرامزادی کہنا۔

عرض۔ حضور مرد کو حرامزادہ کہنا۔

ارشاد۔ یہ فـ۲ حد قذف کا موجب نہیں حرامزادہ کے معنی شریر کے آتے ہیں۔

عرض۔ اگر کوئی حرامزادی کے معنی شریرہ لے تو حد قذف کا موجب ہوگا

فـ۱ کسی کو زانی کہنا یا مادر..... بہن..... بیٹی..... بڑ..... یوں گالی دینا یوہیں لڑکے کو حرامی لڑکی کو حرامزادی کہنا موجب حد قذف ہے۔ فـ۲ لڑکے کو حرامزادہ کہنا موجب حد قذف نہیں۔

یا نہیں۔

ارشاد۔ ہوگا کیوں کہ یہاں عرف کا اعتبار ہے۔

عرض۔ اور اگر استہزاءً کہدیا۔

ارشاد۔ جب بھی موجب حد قذف ہوگا (پھر فرمایا) بلکہ جو بڑ کے ساتھ ہی اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے ایک وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں میں ان کی تحیت کی جگہ گالی ہوگی میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا سلام کی جگہ گالی بکتے ہوئے۔

عرض۔ حضور اگر کسی کو یہ الفاظ کہدئے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔

ارشاد۔ اگر اس کے منہ پر کہے ہیں یا اس کو خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگے اور اللہ سے توبہ کرے اور اگر منہ پر نہ کہا اور نہ خبر ہوئی تو صرف توبہ کافی ہے

عرض۔ حضور یہ بھی کوئی حدیث ہے لا یقص الا امیر او مامور او مختال

ارشاد۔ یہ حدیث نہیں بلکہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

عرض۔ اس کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد۔ وعظ نہ کہے گا مگر امیر یا جس کو امیر نے حکم دیا یا اترانے والا۔

عرض۔ حضور علما مامور کی شق میں داخل ہوں گے۔

ارشاد۔ حاشا علما خود امیر ہیں اولی الامر منکم سے علما ہی مراد ہیں علماء نائب ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقیقتہً علما ہی حاکم ہیں علما کی اطاعت فرض ہے سلاطین پر بشرطیکہ علما ہوں۔

عرض۔ باخدا داریم کار و باخلائق کار زیست کا کیا مطلب ہے واقعات

ف۱ علما امیر ہیں ان کی اطاعت سلاطین پر لازم اولی الامر منکم سے علما مراد ہیں۔

ف۲ باخدا داریم کار دباخلائق کار نیست کا مطلب اور وہابیہ پر رد اشد

السنان میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب جو ہم اہل سنت کے نزدیک ہے وہ تم کو کیوں پسند ہوگا اور جو تمہارا مطلب ہے وہ یقیناً کفر ہے۔

ارشاد۔ مسلمانوں کا کام مثلاً اگر عالم دین سے ہے تو اس لئے نہیں کہ وہ زید ابن عمرو ہے بلکہ اس لئے کہ وہ عالم دین ہے تو یہ کام اس سے نہیں اللہ سے ہی اسی طرح صلحا سے لے کر اولیا انبیا اور پھر سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم تک جو کچھ کسی سے کام ہوگا حقیقۃً اللہ ہی سے ہوگا۔ وہابیہ اگر اس مطلب کو لیتے تو مدد مانگنے اور پکارنے اور ان کے سوا اور مسائل میں مسلمانوں کو کافر مشرک نہ کہتے اور جب یہ مطلب نہیں تو جو اس سے ظاہر ہے اس میں انبیاً اولیا سب داخل اور ان سے کام نہ رکھنا یقیناً کفر ہے۔

عرض۔ حضور یہ مشہور ہے کہ جس مباح کو کفار منع کریں واجب ہو جاتا ہے

ارشاد۔ جس[ف۱] مباح کے ترک میں مسلمانوں کے لئے ذلت ہو وہ واجب ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ذلت پہنچانا حرام تو جس امر میں مسلمانوں کو ذلت پہنچے اس کا ترک واجب ہے۔

عرض۔ فتاوٰی[ف۲] عالمگیریہ کس کی تصنیف ہے۔

ارشاد۔ مولٰینا نظام الدین صاحب جو مجمع علما کے سردار تھے انکی تصنیف ہے

عرض۔ حضور پھر اس کو عالمگیریہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد۔ سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے علما کو جمع کر کے تصنیف کرائی اور اس میں کئی لاکھ روپیہ صرف کیا کثیر کتب خانہ جمع کیا تمام کتابوں میں دیکھ کر یہ فتاوے تصنیف ہوا۔

عرض۔ مناظرہ[ف۳] میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار

ف۱ جس مباح کے ترک میں مسلمانوں کی ذلت ہو واجب ہو جاتا ہے۔

ف۲ فتاوٰی عالمگیریہ کے مصنف، ف۳ مناظرہ میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مذہب اختیار کرلے گا کیسا ہے۔

کرلے کیسا ہے۔
ارشاد۔ حرام ہے اور اگر دل میں یہ ہے کہ دوسرا غالب ہوگا تو وہ شخص اپنے مذہب کو چھوڑ دے گا تو یہ کفر ہے۔ ائمہ کرام کی تصریح ہے کہ جو شخص[ف۱] کفر کا ارادہ کرے مضافاً یا معلقاً ابھی کافر ہو گیا۔ مضافاً یہ کہ مثلاً ارادہ کرے بیس برس بعد کفر کرے گا تو ابھی کافر ہو گیا کہ کفر پر راضی ہوا۔ اور معلق کی شکل یہ ہے کہ اگر وہ کام ہو جائے یا نہ ہو تو وہ شخص کرے گا ہاں اگر دل میں یہ ہے کہ یقیناً میں ہی غالب آؤں گا تو کفر نہیں۔

عرض۔ حضور اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالیٰ کے لئے ظلم اس وجہ سے محال ہے کہ غیر مالک مستقل ہے ہی نہیں تو بالذات محال نہیں اس کا جواب کیا ہے
ارشاد۔ یوں[ف۲] تو کوئی شے محال بالذات نہ رہے مخالف پوچھے گا یہ کیوں محال ہے جب اس کی وجہ استحالہ بتائے گا وہ کہدے گا اس وجہ سے محال ہے نفس ذات میں استحالہ نہیں محال بالذات وہ ہے جس کی نفس ذات ابا کرے وجود سے اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے جو اپنے وجود کے وقت ایسی شے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفس ذات ابا کرتی ہے وجود سے اور اگر وہ شے مستقل نہیں تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کی نفس ذات ابا کرے اس کے وجود سے تو وہ بھی محال بالذات ہے وجہ استحالہ بیان کرنے سے شے محال بالغیر نہیں ہو جاتی اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال۔ ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہوگا اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی ہے

ف۱ جو کفر کا ارادہ کرے کہ فلاں دن کفر کرے گا یا یہ کام ہو جائے گا یا نہ ہوگا تو کفر کرے گا۔ محض اس ارادہ ہی سے فی الحال کافر ہو جائے گا۔

ف۲ محال بالذات اور بالغیر کا فرق اور وہابیہ کا رد۔

لازم آئے گا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہو ورنہ محال بالغیر تو ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی (پھر فرمایا) کذب[ف۱] الٰہی کا امکان مان کر عقائد۔ ایمان۔ شرائع۔ ادیان کچھ بھی نہ رہے گا ایمان کہتے ہیں اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کو۔ ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آئے گی۔ پھر کیا سبب ہے کوئی دلیل عقلی اس پر قائم نہیں سمعیات محضہ میں سے ہے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اخبار الٰہی ہیں اور جب اخبار الٰہی میں کذب ممکن ہوا تو اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کہاں سے آئے گا۔ پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہدیا ہو تو نہ دین رہا نہ قرآن نہ اسلام رہا نہ ایمان۔

عرض ۔ حضور اگر کلام لفظی میں کذب ممکن مانا جائے اور کلام نفسی کو اس سے پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے۔

ارشاد ۔ کلام[ف۲] لفظی تعبیر کس سے ہے کسی معنی سے ہے یا یہ معنی سے علیحدہ الفاظ ہیں ضرور ہے کہ معنی سے تعبیر ہے اور معنی کلام نفسی اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ صدق و کذب اولاً معنی کو عارض ہوا یا الفاظ کو ضرور ہے کہ معنی ہی کو عارض ہے اس کے ذریعہ سے الفاظ پر تو کذب کلام نفسی پر ہوا یا صرف کلام لفظی پر۔ معنی اگر مطابق واقع ہیں تو صادق ورنہ کاذب۔ الفاظ اگر اس کے موافق نہیں تو یہ صادق ہوگا تو وہ بھی صادق اور یہ کاذب تو وہ بھی کاذب اور اگر موافق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوئی بشر کا کلام لیجئے زید کے ذہن میں ایک معنی ہیں زیدٌ قائمٌ اب اگر الفاظ میں زید لیس بقائم ہیں تو سرے سے اس کی تعبیر ہی نہ ہوئی اور اگر زید قائم ہے تو معنی صادق ہوں گے تو یہ بھی صادق ہوگا اور وہ کاذب تو یہ بھی کاذب (پھر فرمایا) ہم[ف۳] تو کلام باری عزوجل میں لفظی و نفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں

ف۱ امکان کذب کا رد بازغ ف۲ کلام لفظی میں کذب مانا جائے اور نفسی کو پاک جانا تو کیا خرابی ہے
ف۳ کلام باری عزوجل میں تفرقہ کلام نفسی ولفظی متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں یہ متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

عرض۔ متصلب سنی کو اعتراض کی نظر سے خبثاء کی کتابیں دیکھنا جائز ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ فقط متصلب ہونا کافی نہیں بلکہ عالم ہو پورا ماہر ہو وسیع نظر ہو اس کے ساتھ متصلب سنی بھی ہو کیا اعتماد رکھتا ہے اپنے نفس پر اور فا جو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کذاب پر اعتماد کیا حدیث میں ہے القلوب فی اصبعی الرحمٰن یصرفہا کیف یشاء انسانوں کے دل رحمٰن کے دست قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں پھیرتا ہے ان کو جس طرف چاہتا ہے۔ اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آگیا خود اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فا۲ قیام فرمانے سے پہلے حسب معمول یہ دعا پڑھی سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ایک خادم نے عرض کیا حضور اس کی فضیلت کیا ہے۔ ارشاد فرمایا حدیث میں ہے جو شخص جلسہ سے اٹھتے وقت اس دعا کو پڑھے گا جس قدر نیک باتیں اس جلسے میں کی ہوں گی ان پر مہر لگادی جائے گی کہ ثابت رہیں اور جتنی بری باتیں کی ہوں گی وہ محو کردی جائیں گی۔

عرض۔ مخلوقات خالق تبارک وتعالیٰ میں ہژدہ ہزار عالم کہ مشہور ہیں اس طرح ہوتے ہیں اول عالم عقول دوم عالم ارواح نو عالم افلاک چار عالم عناصر تین عالم موالید مجموع اٹھارہ ہوئے اور خداوند عالم کے ہزار نام ہیں ہر نام انہیں ایک تصرف مخصوص رکھتا ہے جب اٹھارہ کو ایک ہزار میں ضرب دی جائے گی اٹھارہ ہزار ہوں گے بعض روایات سے سی صد و شصت ہزار یعنی تریسٹھ ہزار

فا اپنے نفس پر اعتماد بڑے کذاب پر اعتماد ہے۔

فا۲ بیٹھے سے اٹھتے وقت کی دعا اور اس کا عظیم الشان فائدہ۔

تین سو پائے جاتے ہیں. بعض ستر ہزار بتاتے ہیں بعض کے نزدیک اٹھارہ عالم ہیں عقلیہ، روحیہ، نفسیہ، طبعیہ، جسمانیہ، عنصریہ، مثالیہ، خیالیہ، برزخیہ، حشریہ جنانیہ، جہنمیہ، اعرافیہ، رویتیہ، صوریہ، جمالیہ، جلالیہ یہ سترہ ہوتے ہیں یقیناً ایک رہ گیا ہے وہ ارشاد ہو۔

ارشاد۔ یہ کسی کا تخیل ہے اور غیر صحیح۔ اس کی تکمیل کیا ہو۔

عرض۔ برزخ کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ شے جو متوسط ہو درمیان دو شے کے جسے دونوں سے علاقہ ہو سکے۔ جب صرف برزخ کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا مفہوم قبر ہوتا ہے سوال یہ ہے کہ برزخ سے مراد قبر ہے یا وہ زمانہ جو بعد مرنے سے قیامت یا حشر تک ہے۔

ارشاد۔ نہ قبر[ف۱] نہ وہ زمانہ بلکہ وہ مقامات جن میں ارواح بعد موت حشر تک حسب مراتب رہتی ہیں۔

عرض۔ قیامت اور حشر کا فرق۔ قیامت وہ ہے جس میں سب موجودات فنا کئے جائیں گے اور حشر میں پھر از سر نو پیدا کئے جائیں گے اگر برزخ کا زمانہ قیامت ہے تو بعد قیامت حشر تک کے زمانہ کا کوئی نام ہے یا نہیں اور قیامت کے کتنے عرصہ کے بعد حشر ہو گا۔

ارشاد۔ وہ[ف۲] ساعت ہے کبھی اسے بھی قیامت کہتے ہیں ورنہ قیامت و حشر ایک ہیں۔ ساعت و حشر کے درمیان جو زمانہ ہے اسے ما بین النفختین کہتے کہتے ہیں حشر[ف۳] چالیس برس بعد ہو گا۔

عرض۔ درجات برزخ علیین اور سجین اور ان کے سوا جو ہوں ارشاد ہوں

ارشاد۔ علیین اور سجین برزخ ہی کے مقامات ہیں اور ہر ایک میں حسب

ف۱ برزخ سے کیا مراد، ف۲ ساعت و حشر کا فرق کبھی ساعت کو قیامت کہتے ہیں قیامت و حشر ایک ہیں۔ ف۳ حشر ساعت سے کتنے زمانہ کے بعد ہو گا۔

مراتب تفاوت بے شمار۔

عرض ۔ درجات فقر ترتیب وار ارشاد ہوں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے تو اول کونسا درجہ حاصل ہوتا ہے پھر کونسا۔

ارشاد ۔ صلحاؔ، سالکینؔ، فانیینؔ، واصلین۔ اب ان واصلوں کے مراتب ہیں نجباؔ۔ نقباؔ۔ ابدالؔ۔ بدلاؔ۔ اوتادؔ۔ امامینؔ، غوثؔ۔ صدیقؔ۔ نبیؔ۔ رسولؔ، تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں باقی سیر فی اللہ کے اور ولی ان سب کو شامل۔[1]

عرض ۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں۔

ارشاد ۔ پاک[2] ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے (پھر فرمایا) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر ادھر ادھر پڑے تھے ـــــــــ حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جاکر کہدو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاکر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ و ریشہ زمین سے نکالے ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی جب فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آرہی تھی فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ

ف[1] اولیا کے درجے اور یہ کہ سیر الی اللہ صلحا، سالکین، فانیین کی ہے باقی سیر سیر فی اللہ

ف[2] انبیا کے فضلات اور وہ نطفے جن سے انبیا کی تخلیق ہوئی پاک ہیں۔

حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا۔ فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیا سے خارج ہوتا ہے۔

(پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی (پھر فرمایا) سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شے ان سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر ہاں اُن کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس ہیں اور اگر اُن سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لئے ناقص وضو ہے تو بے شک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

(پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداءً امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے آخر میں لکھتے ہیں یہ سب ابحاث ہیں جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لئے میرے کان بہرے ہیں میں سنتا نہیں یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہو گئی۔

عرض - انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے شریفہ مثلاً موئے مبارک اور دندان شریف اور ناخن شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں

ارشاد - یہ ناجائز و حرام ہے ابتذال و توہین ہے جو چیز حرام کی گئی

ف انبیا علیہم السلام کے موئے مبارک یا دندان مبارک یا دندان شریف کا کھانا حلال نہیں۔

اس کی حلت کی کوئی وجہ نہیں وہ مباح نہیں ہو سکتی اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر پیئے۔

عرض۔ کلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیبا میں طیبا کی قید کیسی ہے کیونکہ ہر حلال طیب ہے۔

ارشاد۔ جو چیز حلال ہو اور طیب ہو اُسے کھاؤ یہ معنی ہیں (پھر فرمایا) ہر طیب حلال ہے اور ہر حلال طیب نہیں جو چیزیں مکروہ ہیں وہ طیبات سے خارج ہیں۔

عرض۔ آدمیوں کی ہڈی طیب ہے اور حلال نہیں۔

ارشاد۔ طاہر ہے طیب نہیں طاہر کے معنی پاک کے ہیں اگر نماز میں پاس ہو تو حرج نہیں اور طیب کے معنی پاک جائز الاستعمال جس میں کسی جہت سے نقصان نہ ہو ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے طاہر عام ہے حلال اس سے خاص ہے طیب اس سے بھی خاص ہے۔

عرض۔ قیدی لوگ قید خانہ میں جو اشیا بناتے ہیں گورنمنٹ ان کو فروخت کرتی ہے ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ظلماً بنوائی گئی ہیں ناجائز ہے۔

عرض۔ پاگل خانہ کی اشیار کا بھی کیا یہی حکم ہے۔

ارشاد۔ جو واقع میں پاگل ہیں ان کو ایک جگہ پر رکھنا ظلم نہیں بلکہ خلائق کو فائدہ پہنچانا ہے اور کام جو ان سے لیتے ہیں یہ روٹی کپڑے کے عوض۔

ف۱ آیۂ کریمہ کلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیبا کے معنی، ف۲ ہر حلال طیب نہیں۔

ف۳ آدمی کی ہڈی طاہر ہے طیب نہیں طاہر و طیب کا فرق۔

ف۴ قیدیوں کی بنائی ہوئی چیز کا حکم، ف۵ پاگلوں کو پاگل خانہ میں رکھنے کا حکم اور ان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں کا۔

عرض۔ اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔
ارشاد۔ مکروہ ہے۔
عرض۔ تفریحاً جھولا جھولنا کیسا ہے۔
ارشاد۔ شارع[1] عام پر نہ ہو مکان میں ہو کچھ حرج نہیں یہ تو بدن کی ریاضت ہے بعض امراض میں اطبا مفید بتاتے ہیں۔
عرض۔ حضور عورتوں کو بھی جائز ہے۔
ارشاد۔ کوئی نامحرم نہ ہو اور گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو انکے واسطے بھی جائز ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے اپنے نکاح کی کوئی خبر نہ تھی میں اپنے مکان میں جھولا[2] جھول رہی تھی کہ میری ماں مجھ کو اٹھا کر لے گئیں۔
عرض۔ کفار کے جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے۔
ارشاد۔ اگر اس[3] اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے حدیث میں فرمایا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہئے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لئے اوچھلتا کودتا خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی۔
عرض۔ ہندوؤں کے رام لیلا وغیرہ دیکھنے جانا کیسا ہے۔
ارشاد۔ یٰاَیُّھَا[4] الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ مسلمان ہوئے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ حضرت عبداللہ

ف[1] جھولا جھولنے کا حکم، ف[2] ام المومنین عائشہ صدیقہ کا جھولا جھولنا۔
ف[3] کافر کے جنازے کے ساتھ جانے کا حکم، ف[4] کفار کے میلوں میں شرکت کا حکم۔

ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدعا کی کہ اگر اجازت ہو تو نماز میں کچھ آیتیں توریت شریف کی بھی ہم لوگ پڑھ لیا کریں اس پر یہ آیۂ کریمہ ارشاد فرمائی توریت شریف پڑھنے کے واسطے تو یہ حکم ہوا رام لیلا کے واسطے کیا کچھ حکم نہ ہوگا

عرض ۔ گردے کھانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد ۔ جائز ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا اس وجہ سے کہ پیشاب ان میں سے ہو کر مثانہ میں جاتا ہے۔

عرض ۔ حضور یہ مانا ہوا ہے نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ۔

ارشاد ۔ اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا۔ اگر نجاست کو اس کے محل میں نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔

عرض ۔ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی کافر کسی مسلمان پر غالب نہ ہوگا حالانکہ واقع میں اس کے خلاف ہے۔

ارشاد ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے کوئی ولایت نہیں رکھی کافروں کے واسطے مسلمانوں پر ولایت کہتے ہیں حکم نافذ التصرف کو شاء او ابی چاہے مانے یا نہ مانے اور شریعت بھی اس کو قبول کر لے یہ بات کبھی حاصل نہ ہوگی کسی کافر کو کسی مسلم پر۔ والد اپنی نابالغ اولاد پر ولایت رکھتا ہے یہ ان کا نکاح کر دے اور وہ چلاتے رہیں ہمیں نہیں منظور نکاح نافذ ہو گیا۔ بعد بالغ ہونے کے بھی کچھ اختیار نہیں یا وہ عادل مسلمان کسی پر گواہی دیں وہ کہہ رہا ہے یہ جھوٹے ہیں میں نے ایسا نہیں کیا وہ کہدیں کہ اس نے ایسا کیا گواہی نافذ ہو گئی۔

ف لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین کے معنی

عرض۔ حضور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے آیا ہے یضع الجزیۃ اور ہماری شریعت میں جزیہ ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری شریعت کے ناسخ ہوئے۔

ارشاد۔ یہ حکم کس میں ہے انجیل میں ہے یا توریت میں ظاہر ہے کہ ان میں نہیں بلکہ حدیث میں ہے یہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہوا اگر حضور یہ فرماتے کہ جزیہ ہمیشہ ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر اتار دیتے تو البتہ نسخ ہوتا۔

عرض۔ حضور قرآن مجید میں ہے کہ مسلمانوں نے یہ دعا کی رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۳ف اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس طرح سے کافروں کے ہاتھ میں بے دست و پا نہ کر دئے جائیں گے کہ ان کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگر اسلام سچا ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا۔

ارشاد۔ یہ دعا کی تھی کہ کسی مسلمان کو فتنہ نہ کرے یا ہم کو فتنہ نہ کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا ہے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ قبول ہوئی اگر اس کے معنی یہ لئے جائیں کہ کبھی کوئی مسلمان کسی کافر کے فتنے میں نہ پھنسیگا تو پھر اس کے کیا معنی ہوں گے جو اصحاب الاخدود کے لئے فرمایا گیا اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ

عرض۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۳ف كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ تو بعض

ف۱ عیسیٰ علیہ السلام کے جزیہ اٹھا دینے نسخ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیہ پر شبہہ اور اس کا جواب،

ف۲ آیہ کریمہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا الایہ پر شبہہ اور اس کا جواب۔

ف۳ ختم اللہ لاغلبن انا ورسلی پر شبہہ اور اس کا جواب

انبیا شہید کیوں ہوئے۔

ارشاد۔ رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا انبیا البتہ شہید کئے گئے رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ یقتلون النبیین فرمایا گیا نہ کہ یقتلون الرسل عہ

عرض۔ حضور فا مسلمان کتنا ہی بڑا گنہگار ہو لیکن کلمۂ اسلام پڑھتا ہے مسلمان پھر مسلمان ہے کافر سے بدتر تو کیا برابر بھی نہیں ہو سکتا قطع نظر یفعل ما یشاء کے کوئی وجہ کافر کو مسلمانوں پر مسلط ہونے کی نہیں معلوم ہوتی

ارشاد۔ اس کا جواب حدیث دے گی کما تکونوا یولی علیکم جیسے تم ہوگے ویسا ہی حاکم تم پر بھیجا جائے گا۔

عرض۔ حضور ف۲ کچھ بھی ہو آخر مسلمان تو ہیں ان کا غلبہ اسلام کا غلبہ اور ان کی مغلوبیت سے اسلام کی مغلوبیت حالانکہ یہ ثابت ہو الاسلام یعلو ولا یعلی تو چاہیئے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں

ارشاد۔ اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا مسلمان مغلوب ہو جائیں مسلمانوں کے مغلوب ہونے سے اسلام کی مغلوبیت نہیں اسلام جب مغلوب ہوتا کہ کفار کی حجت مسلمانوں کی حجت پر غالب آجاتی حجتہم داحضۃ ان کی حجت مغلوب ہے (پھر فرمایا) حدیث ف۳ میں ہے اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو ایک گھونٹ اس میں سے کافر کو نہ دیتا۔ ذلیل ہے ذلیلوں کو دی گئی جب سے اسے بنایا ہے کبھی اس کی طرف نظر نہ فرمائی دنیا کی روحانیت آسمان و زمین کے درمیان جو میں معلق ہے فریاد وزاری

عہ اور شہید ہو جانا مغلوبی نہیں غلبہ سے مراد غلبۂ حجت ہے کما یاتی ۱۲ موکف غفرلہ

ف۱ کافر مسلمان پر کیونکر مسلط ہو سکتا ہے۔ ف۲ الاسلام یعلو ولا یعلی ثابت ہے تو چاہیئے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں اس شبہ کا جواب۔ ف۳ دنیا عند اللہ سخت ذلیل ہے اگر مچھر کے پر کے برابر عزت ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ نہ دیتا۔

کرتی ہے اور کہتی ہے اے میرے رب تو مجھ سے کیوں ناراض ہے مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے "چپ خبیثہ" سورۂ زخرف شریف میں تو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اندھے کہیں گے یہ کفر ہی حق ہے ورنہ ہم کافروں کے واسطے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت سونے کے وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۝ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ ۝ وَزُخْرُفًا ط وَإِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝ صرف اس بات پر کہ کفار کو دنیا بہت دی ہے اور ہم کو تھوڑی اس پر تو آپ جیسے عالم یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر سب دنیا انھیں دیدی جاتی اور ہم کو بالکل نہ ملتی تو نہ معلوم کیا حال ہوتا (پھر فرمایا) سونا[ف۱] چاندی خدا کے دشمن ہیں وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ[ف۲] دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلا تشبیہ بیمار بچے کو اس کی مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ آدمی اپنے منہ برائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لئے بھلائی مانگتا ہے اللہ جانتا ہے کہ اس میں کتنا ضرر ہے یہ دعا مانگتا ہے اور وہ نہیں دیتا (پھر فرمایا) ارشاد ہوتا ہے لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ط ثُمَّ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ تم کو دھوکے میں نہ ڈالدے کافروں کا اہلے گہلے شہروں میں پھرنا یہ تھوڑی

ف۱ سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔

ف۲ دنیا محبوبانِ خدا سے دور رکھی جاتی ہے۔

پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور بُرا ٹھکانا ہے۔

عرض۔ احلیل میں اگر پچکاری لگائی جائے تو پانی جو پچکاری کا واپس آئے گا وہ پاک ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ناپاک ہے اور ناقض وضو ہے۔

مؤلف۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا ایک صاحب نے عرض کیا ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی اس پر ارشاد فرمایا حدیث میں ہے ان الحدة تعتری قرّاء[ف۱] امتی لعزة القرآن فی اجوافهم قراء محاورۂ حدیث میں علما کو کہتے ہیں یعنی میری امت کے علما کو گرمی پیش آئے گی قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے۔

عرض۔ حضور کشتی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ کشتی جس طور پر آج کل لڑی جاتی ہے محمود نہیں اس میں تن دری ہوتی ہے مجمع عام ہوتا ہے اور اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے تو حرام ہے۔ ہاں اگر خاص مجمع ہے اپنے ہی لوگ ہیں بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر ستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں حضرت بہاؤ الحق والدین خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں حضرت خواجہ نقشبند عالم جلیل

ف۱ اقراء امتی کے معنی علماء امتی۔ ف۲ کشتی لڑنے کا حکم

ف۳ حضرت خواجہ بہاؤ الحق مرید حضرت امیر کلال ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت کی بیعت کا دلچسپ واقعہ۔

پابند شریعت ان کے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آگئی دیکھا کہ معرکۂ حشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے یہ اس پار جانا چاہتے تھے دریا میں اترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے یہاں تک بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی قبل اسکے کہ یہ کچھ عرض کریں حضرت امیر کلال نے فرمایا ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی (پھر بتذکرۂ نفس کشی ارشاد فرمایا) امام داؤد طائی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ امام نے جب دیکھا کہ ان کی دنیا کی طرف توجہ نہیں ان کو سب سے الگ کر کے پڑھانا شروع کیا ایک دن تنہائی میں فرمایا اے داؤد آلہ طیار کر لیا مقصود کس دن حاصل کرو گے ایک سال درس میں حاضر رہے یہ ریاضت کی کہ طلبا آپس میں مذاکرہ کرتے ان کو آفتاب سے زیادہ وجہیں روشن معلوم ہوتیں نفس بولنا چاہتا مگر یہ چپ رہتے غرض ایک سال کامل سکوت فرمایا جب ان کے والد ماجد کا انتقال ہوا اسّی درہم اور ایک مکان ورثہ میں ملا وہ درہم عمر بھر کے لئے کافی ہوئے اور مکان کے ایک درجے میں بیٹھا کرتے جب وہ گر گیا دوسرے میں بیٹھنا شروع کیا جب وہ اس قابل نہ رہا تو اور درجے میں ادھر ان کی روح نے پرواز کیا۔ ادھر بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ داؤد طائی نہایت خوشی کے ساتھ ہشاش بشاش دوڑے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ انھوں نے کبھی آپ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا۔ پوچھا کیا ہے کیوں دوڑے جاتے ہو فرمایا ابھی جیل خانہ سے چھوٹا ہوں خبر پائی وہی وقت انتقال

ف امام داؤد طائی تلمیذ امام اعظم کی نفس کشی

کا تھا۔ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر (پھر فرمایا) مسلمان عمر بھر کتنی ہی تنگی و مصائب میں رہے۔ ایک ہوا جنت کی دیں گے اور پوچھیں گے تم نے دنیا میں کیا تکلیف اُٹھائی کہے گا واللہ کوئی تکلیف نہ اٹھائی اور کافر کو ہزار برس تک ناز و نعم میں رکھا جائے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے گرم ہوا بھی نہ لگنے پائے قبر میں ایک جھونکا اسے جہنم کا دیں گے کہے واللہ مجھے دنیا میں کوئی آرام نہیں ملا۔ (پھر فرمایا) وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ؁ نعیم اور ملک کبیر دیتے ہیں دنیا کی ایک ذراسی تکلیف پر عقل تو گوارا نہیں کرتی کہ ملک کبیر آرام دنیا کی متاع قلیل کے بدلے چھوڑ دیا جائے مگر نفس اس کے عکس کو گوارا نہیں کرتا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا انسان اپنے قدموں کے نیچے دیکھتا ہے آگے نظر نہیں کرتا۔ یہاں کے آرام کو آرام سمجھتا ہے اور یہاں کی تکلیف کو تکلیف حالانکہ بہت سے آرام یہاں کے وہاں کی تکلیف ہیں اور بہت سی یہاں کی تکلیف وہاں کے آرام ہیں۔ (پھر فرمایا) میرے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کے خالہ زاد بھائی الف کا نام تب نہ جانتے تھے یہاں ایک شخص صوفی بنے ہوئے تھے ان کے پاس آمد و رفت زیادہ تھی انھوں نے مذہب تفضیلیہ اختیار کر لیا۔ میرا پندرہ سولہ برس کا سن تھا میں انھیں حدیثیں سناتا اور سمجھاتا کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تفضیل باطل ہے وہ نہ مانتے افیون کے عادی تھے جب حج کو گئے اور تین منزل مدینہ طیبہ رہ گیا۔ افیون کی ڈبیہ نکالی کھانا چاہی فوراً بدن میں ایک جھرجھری پیدا ہوئی اور کہا کیا حضور کے سامنے بھی کھاؤں گا اور ہاتھ سے پھینک دی وہاں سے واپس آنے پر چند روز زندہ رہے راہ میں افیون کھانا چھوڑ دیا تھا یہ (یعنی افیون کا کھانا) تھی بد اعمالی مگر وہ تھی عقیدے کی بُرائی اور عقیدہ کی بُرائی بدتر ہے بد اعمالی سے۔ مرتے وقت بیوی کو بلا کر کہا

فا مسلمان کے مصائب دنیا اور کافر کی راحتیں ہیچ ہیں۔

میرا بھتیجا مجھے سمجھایا کرتا تھا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا اب میں سمجھا کہ وہی حق تھا تم شاہد رہو کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو احمد رضا کا ہے۔ میں نے ان کو ایک روز خواب میں دیکھا......[بعہ] ...... کہنے لگے تم نے وہ حدیث مجھ سے بیان نہیں کی تھی کہ جو دنیا میں ہنستے وہ وہاں روتے ہیں اور جو دنیا میں روتے ہیں وہ وہاں ہنستے ہیں (پھر فرمایا) تین چیزیں ضروری ہیں ایک لقمہ جس سے جان باقی رہے اور ایک پارچہ جس سے اپنا ستر ڈھانک لے اور ایک سوراخ جس میں گھس کر بیٹھ رہے اس کے لئے حلال مال بہت مل سکتا ہے (پھر فرمایا) جب[ف۱] نفس کمزور ہو جائے گا روح اور قلب قوی ہو جائے گا کھانا نہ کھایئے آٹھ دن کامل بیٹھے رہیئے کچھ اثر نہ ہوگا

عرض ۔حضور یہ شعر کیسا ہے ؎

ارے یہ وہ ہیں عبد القادر محبوب سبحانی
کہ نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

ارشاد ۔کوئی حرج نہیں حضور[ف۲] نے تو کافروں کو اوتاد و ابدال بنایا ہے (پھر فرمایا) ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ضرور ہم انھیں اپنی راہ دکھائیں گے۔ یہ جو[ف۳] لوگ کہتے ہیں ہم نے اس قدر مجاہدات کئے کچھ نہ ہوا۔ جھوٹے ہیں تاکید کے ساتھ فرمایا جاتا ہے لَنَهْدِیَنَّهُمْ حقیقۃً مجاہدہ ہی نہیں کرتے۔ خیر ان کی

[بعہ] یہاں الفاظ کریمہ ساقط ہو گئے ۱۲ مؤلف غفرلہ۔

ف۱ نفس ضعیف ہوتا ہے تو روح و قلب قوت پاتے ہیں۔

ف۲ حضور غوث اعظم نے کافروں کو بعد ہدایت اوتاد و ابدال کر دیا۔

ف۳ مجاہدات و طلب صادق کے یقینی منافع کا بیان۔

طلب صادق تھی جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کر لوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے سب میں پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کئے آرہا تھا انھوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجئے وہ حیران ہوا۔ بہت انکار کیا نہ مانے آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت میں چور ہوں یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے آپ نے فرمایا میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا بیعت کر لوں گا اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دئے تمام مقامات قورا طے کرائے ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انھوں نے اس سے بیعت لی (پھر فرمایا) طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی دنیا میں جن چیزوں کو طلب کرتے ہیں وہ دو قسم ہیں ایک وہ کہ آپ طلب کریں اور وہ بھاگیں اور دوسری وہ جو اپنی جگہ پر رہیں کہیں بھاگ کر نہ جائیں نہ آپ کی طرف آئیں اور یہاں فرمایا جاتا ہے جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں اور جو میری طرف دو گز آتا ہے اس کی طرف چار گز آتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں اور جو میری طرف لپک کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (پھر فرمایا) حضرت[ف۱] سیدنا شاہ آل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مارہرہ شریف میں تشریف فرما ہیں۔ ایک صاحب سب سجادوں میں گھومے ہوئے مجاہدے ریاضتیں کئے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے یہی شکایت کی کہ اتنے برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ فرمایا ٹھہرو۔ ایک حجرہ میں خانقاہ شریف کے ٹھہرایا خادم کو حکم دیا انھیں مچھلی کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ

ف۱ ایک طالب علم اور سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ کا دلچسپ واقعہ

نہ دیا جائے اور بعد کھانا کھانے کے فوراً حجرہ باہر سے بند کر دیا جائے۔ خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے فوراً زنجیر بند کر دی اب یہ اندر سے چلاتے ہیں چیختے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر کون سنتا ہے۔ صبح کو حضور نماز کے واسطے تشریف لائے خادم نے حجرہ کھولا کھلتے ہی پانی پر جا گرے اور جس قدر پیا گیا خوب پیا نماز کے بعد حضرت نے فرمایا خیریت ہے عرض کیا حضور رات تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اول تو مچھلی کھانے کو دی دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پیاسا ہی حجرہ میں بند کر دیا۔ فرمایا پھر رات کیسی گذری۔ عرض کیا جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال جب سویا سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا۔ فرمایا طلب صادق اس کا نام ہے۔ کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی شکایت کرتے ہو وہ مجاہدات کئے ہوئے قلب صاف تھا نفس کا جو دھوکا تھا فوراً کھل گیا اور مقصود حاصل ہو گیا اپنے نام لینے والے کو وہ ضائع نہیں چھوڑتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) سلطان فا عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپیے نے صوفی بن کر دھوکا دیدیا۔ آپ نے حسب وعدہ انعام دینا چاہا اس نے کہا خدا کا جھوٹا نام لینے سے تو تم جیسا بادشاہ میرے پاس حاضر ہوا سچا نام لوں گا تو کیوں نہ مجھ پر رحم فرمائے گا (پھر فرمایا) یہی معنی ہیں حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر کے ؎

متاب فا۲ از عشق رو گرچہ مجازیست
کہ آں بحر حقیقت کارسازیست

فا۳ جو کسی کا تشبہ کرتا ہے اللہ اس کو بھی اسی گروہ میں شامل کر دیتا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُم

فا سلطان عالمگیر کو ایک بہروپئے کا جواب۔

فا۲ حضرت جامی قدس سرہ السامی کے ایک شعر کے معنی۔

فا۳ صالحین سے تشبہ کا فائدہ فاسقین و کافرین سے تشبہ کا ضرر۔

تشبہ کا یہ فائدہ ہوتا ہے (پھر فرمایا) یہ حاصل ہے ہماری نماز و روزہ کا صرف اصلی نمازیوں کا تشبہ ہے اور من تشبہ بقوم فهو منهم ان شاء اللہ تعالیٰ منهم امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے تواجد سے وجد پیدا ہوتا ہے[ف۱] تشبہ کی صورت یہ ہے کہ بہ تکلف وجد بنائے ہوتے ہوتے ہو جائے گا ہاں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں یہ ریا ہے اور حرام ہے حدیث میں ہے[ف۲] لا تمارضوا فتمرضوا بہ تکلف بیمار نہ بنو کہ حقیقۃً بیمار ہو جاؤ گے دوسری حدیث سخت تر ہے لا تمارضوا فتمرضوا فتموتوا فتدخلوا النار جھوٹے بیمار مت بنو کہ سچے بیمار ہو جاؤ گے اور مر جاؤ گے تو جہنم میں داخل ہو گے۔

عرض - تو حضور بہ تکلّف بیمار بننا گناہ کبیرہ ہے۔

ارشاد - ہاں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو کبیرہ ہو جائے گا کہ ایک[ف۳] تعریف کبیرہ کی یہ ہے کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت آئی یا وعید وارد ہو۔

عرض - صغیرہ کا استخفاف کبیرہ ہے۔

ارشاد - بعض وقت صغیرہ کا استخفاف[ف۴] کفر ہو جائے گا جب کہ اس کا گناہ ہونا ضروریات دین سے ہو علما فرماتے ہیں کسی نے کوئی گناہ کیا اس سے لوگوں نے کہا توبہ کر جواب دیا چہ کردہ ام کہ توبہ کنم ۔ کفر۔ بہت[ف۵] سے صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریات دین سے ہے مثلاً اجنبیہ سے مس[ف۶] و تقبیل صغیر ہے الا اللمم میں داخل ہے اگر حلال جانے کافر ہے (پھر فرمایا) جس کو سمجھا

ف۱ تواجد سے وجد حاصل ہوتا ہے۔ ف۲ بیمار بننے والے پر سخت وعید

ف۳ گناہ کبیرہ کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت یا وعید وارد ہے۔

ف۴ صغیرہ کا استخفاف کبیرہ بلکہ بعض وقت کفر تک لے جاتا ہے۔

ف۵ بہت صغائر کا معصیت ہونا ضروریات دین میں داخل۔

ف۶ اجنبیہ کو بشہوت مس کرنا یا اس کا بوسہ صغیرہ ہیں مگر حلال جاننے والا کافر

کہ یہ ہلکا گناہ ہے فوراً صغیرہ سے کبیرہ ہو گیا اولیائے کرام فرماتے ہیں اس گناہ کو دوسرے گناہ سے نسبت دیتا ہے کہ اس سے چھوٹا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کس کا کر رہا ہے اگر دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا۔

عرض ۔ حضور چاند دیکھنے کے وقت ایک دعا آئی ہے اعوذ باللہ من شر ھذا اس کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد ۔ دنیا میں ایمان خیر محض ہے اور کفر شر محض ان دونوں کے سوا نہ کوئی چیز شر محض ہے نہ خیر محض آفتاب کے غروب ہونے کے بعد جب چاند روشن ہوتا ہے اس وقت سرکش و متمرد جن زمین پر منتشر ہوتے ہیں اسی واسطے حدیث میں آیا ہے اپنے بچوں کو روکے رہو۔ مغرب[ف۱] سے عشا تک بہت لوگ اس بات کو بہادری سمجھتے کہ جب لوگوں کی پہچل موقوف ہو۔ اس وقت چلیں پھریں یہ جہالت ہے حدیث میں ہے جب[ف۲] پہچل موقوف ہو باہر نہ نکلو اور اکیلے[ف۳] مکان میں تنہا سونے کو بھی لوگ فخر سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو بھی منع فرمایا ہے ۔ اس کے بعد کچھ واقعات مارگزیدہ اشخاص کے ذکر ہوئے اس پر ارشاد فرمایا حدیث میں ہے اَعُوْذُ[ف۴] بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ جو صبح کو پڑھ لے گا تمام دن زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک۔

عرض ۔ حضور[ف۵] گیند کھیلنا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ عبث ہے اگرچہ صاحب ہدایہ نے ہر عبث کو حرام لکھا ہے

ف۱ مغرب سے عشا تک بچوں کو باہر نکالنے کی حدیث میں کیوں ممانعت ہے۔

ف۲ جب رات کو پہچل موقوف ہو اس وقت تنہا باہر نکلنے کی حدیث میں کیوں ممانعت ہے

ف۳ اکیلے مکان میں تنہا نہ سونا چاہئے۔

ف۴ زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ سے محفوظ رہنے کی دعا۔ ف۵ گیند بلّے کا حکم

لیکن صحیح یہ ہے کہ عبث باطل ہے حدیث میں ہے لھوالمومن باطل الا فی ثلاث مسلمان کا ہر لہو باطل ہے۔ مگر تین باتوں میں اوّل گھوڑا پھرانا دوسرے تیراندازی تیسرے اپنی عورت سے ملاعبت یہ ان تینوں باتوں میں داخل نہیں اس لئے باطل ہے۔

حضور ایک صاحب کی طرف متوجہ ہو کر حکم مسئلہ ارشاد فرما رہے تھے ایک اور صاحب نے یہ موقع قدمبوسی سے فیضیاب ہونے کا اچھا سمجھا قدمبوس[ف۱] ہوئے فوراً چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر[سے] ہو گیا اور ارشاد فرمایا اس طرح میرے قلب کو سخت اذیت ہوتی ہے یوں تو ہر وقت قدمبوسی ناگوار ہوتی ہے مگر دو صورتوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایک تو اس وقت کہ میں وظیفہ میں ہوں۔ دوسرے جب میں مشغول ہوں اور غفلت میں کوئی قدمبوس ہو کہ اس وقت میں بول سکتا نہیں (پھر فرمایا) کہ میں ڈرتا ہوں خدا وہ دن نہ لائے کہ لوگوں کی قدمبوسی سے مجھے راحت ہو اور جو قدمبوس نہ ہو تو تکلیف ہو کہ یہ ہلاکت ہے (پھر فرمایا) تعظیم[ف۲] اسی میں ہے کہ جس بات کو منع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے اگرچہ دل نہ مانے کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سُنے تو سجدہ کرنے اور سر جھکا دینے کو اس کا دل نہ چاہے واللہ العظیم اگر سجدہ کیا جائے تو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوں گے راضی نہ ہوں گے ورنہ ہم سے تو سجدہ بھی ان کی عظمت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ اُن کو فرشتوں نے سجدہ کیا اُن کو جبریل[ف۳] نے سجدہ کیا۔

ف۱ قدمبوسی کی، ف۲ تعظیم یہی ہے کہ جس سے نہی کی جائے اُسے نہ کیا جائے۔

ف۳ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جبریل وملائکہ نے سجدہ کیا۔

سے حضرت قدس سرہ کو اپنی قدمبوسی نہایت ناگوار ہوتی بارہا لوگوں کو اس سے سختی سے منع فرمایا ۱۲ مؤلف غفرلہ

عرض : حضور جبریل علیہ السلام نے بھی کسی وقت سجدہ کیا تھا۔
ارشاد : تمام فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم تھا اور ایسا قطعی حکم کہ ایک جو ان میں ملا ہوا تھا اس نے نہ مانا ملعون ابدی کر دیا گیا اور ان میں سے جو نہ مانتا یہی حال ہوتا۔ مگر ملائکہ تو معصوم ہیں ائمۂ دین فرماتے ہیں ملائکہ کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ کا جو حکم ہوا تھا وہ حقیقۃً سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا۔ آدم[1] علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے۔ جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ کو (پھر فرمایا) وہ فضائل جو عطا کئے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ان کے سوا۔ ان کا اثر تو یہ ہوا کہ ان کے امتی بننے والے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ کس کے فضائل ہیں جو اس سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچ سکیں فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا احادیث میں کس قدر تاکید کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی گئی کہیں فرمایا سجدہ لغیر اللہ حرام ہے کہیں فرمایا سجدہ اللہ کے لئے خاص ہے کہیں فرمایا سجدہ غیر اللہ کو نہ کرو اتنی احتیاطوں[2] کے ساتھ سجدہ حرام کیا گیا ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا (پھر ان صاحب سے فرمایا) اللہ آپ کو شر سے بچائے اور امن و امان میں رکھے معاف فرمایئے غصے میں ایسے الفاظ نکل گئے میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینہ سے پیٹھ کو نکل گیا۔
عرض : حضور[3] اکثر دوکاندار جب کسی کو سودا قرض دیتے ہیں تو قیمت سے

ف ۱ سجدہ کے وقت آدم علیہ السلام قبلہ تھے اور سجدہ اللہ کو۔ ف ۲ سجدہ تحیتاً حرام ہے۔
ف ۳ قرض نقد سے زائد قیمت پر دینا جائز ہے۔

زیادہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ کوئی حرج نہیں غایت یہ کہ خلاف اولیٰ ہے۔
عرض ۔حضور عقد انامل بھی حدیث میں آیا ہے۔
ارشاد۔ کوئی خاص طریقہ ف۱ اس کا حدیث میں مذکور نہیں البتہ ایک حدیث میں ہے اعقدن الانامل فانھن مسؤلات مستنطقات پوروں پر ذکر الٰہی کا شمار کرو کہ ان سے سوال ہوتا ہے یہ بولیں گے۔
عرض ۔حضور سحر میں قلب حقیقت ہو جاتا ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ سحر میں اصل شے بالکل متغیر نہیں ہوتی سحرۂ فرعون کے بارے میں فرمایا جاتا ہے سحروا اعین الناس واسترھبوھم لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں ڈرا دیا یُخَیَّلُ اِلَیۡہِ مِنۡ سِحۡرِہِمۡ اَنَّہَا تَسۡعٰی موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال میں ان کے جادو سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں سلطان جہانگیر مرحوم جد سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں ایک بازی گر آیا اور چند تماشے دکھائے پھر عرض کی حضرت مجھے آسمان پر جانے کی ضرورت ہے ایک میرا دشمن آسمان پر ہے عورت کو حفاظت کے لئے محلات شاہی میں بھجوا دیجئے۔ خیر عورت بھیجدی گئی اس نے پیچک نکال آسمان کی طرف پھینکی۔ اب یہ اس کچے ڈورے پر چڑھتا ہوا آسمان کی طرف چلا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد شور و غل کی آوازیں آنے لگیں اور ایک ہاتھ آکر گرا پھر دوسرا ہاتھ پھر ایک پاؤں پھر دوسرا پھر سر اور دھڑ بھی جدا ہو کر گرا جس سے معلوم ہوا کہ دشمن غالب اور یہ مغلوب ہوا۔ عورت نے جب یہ خبر سنی محل سے نکل کر آئی تمام اعضا جمع کئے پھر خوب آگ روشن کر کے مع ان اعضا کے جل کر خاکستر ہو گئی۔ تھوڑی دیر میں دیکھا

ف۱ حدیث میں عقد انامل کا کوئی خاص طریقہ تو نہیں ہاں حکم ہے۔

تو وہی بازی گر اسی ڈورے پر سے اترا چلا آتا ہے اس نے حاضر ہو کر بادشاہ سے کہا کہ حضور کی توجہ سے میں اپنے دشمن پر غالب آیا۔ اب حضور میری بیوی کو محل سے بلوا دیں یہاں حضور خود ہی حیران تھے کہ کون بازیگر اور کس کی بیوی ابھی ابھی تو دونوں آگ میں جل گئے جب اس نے تقاضا کیا تو بادشاہ نے ساری کیفیت بیان کی یہ راکھ جلی ہوئی پڑی ہے اُس نے کہا حضور ہم غریبوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا۔ میری بیوی تو محل میں ہے میں تو حضور کے سپرد کر گیا تھا۔ اب بادشاہ اور تمام حاضرین حیران کہ اس کو کیا جواب دیں اس نے کہا اگر حضور اجازت دیں تو میں آواز دے کر محل سے بلا لوں بادشاہ کی اجازت پر اس نے آواز دی فوراً وہ عورت محل سے نکل آئی۔

عرض۔ حضور والا اگر اس میں اعمال بد جیسے شیاطین سے استعانت وغیرہ نہ ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اعمال جس میں کچھ نہ ہوں جیسے آج کل کے بھانمتی تماشے کرتے ہیں اس میں محض ہتھ پھیری ہوتی ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں یہ بھی حرام ہے کہ اس میں دھوکا دینا ہے اور دھوکا دینا شریعت پسند نہیں فرماتی حدیث میں ہے من غشنا فلیس منا وہ ہم میں سے نہیں جو دھوکا دے ہاں کافر حربی سے ایسا کر سکتا ہے ذمی سے نہیں کہ وہ ہماری امان میں ہے لھم مالنا وعلیھم ما علینا ایسے ہی مستامن ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک ذمی کے احکام ہیں غدر ہماری شریعت میں جائز نہیں۔

عرض۔ معجزہ میں قلب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اس میں علما کا اختلاف ہے کہ قلب ماہیت محال ہے یا ممکن جو کہتے ہیں کہ محال ہے ان کے نزدیک پہلی حقیقت فنا ہو جاتی ہے اور دوسری حقیقت رب العزۃ پیدا فرما دیتا ہے تو معجزہ میں تبدیل حقیقت نہ ہوئی بلکہ تجدید ماہیت اور جو ممکن مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ معجزہ میں قلب حقیقت

ہوتا ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ معجزہ واقعی ہوتا ہے قُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ وہ سب بندر ہوگئے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ تاویل کہ ان کی عقلیں بندر کی سی ہوگئیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کی عقلیں بندر کی سی ہیں۔ ان کے دل میں نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں جتنے گمراہ ہوئے سب اسی دروازہ سے کہ انھوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کیں جو نص اپنی اوندھی عقل کے موافق ہوئی خیر اور جہاں ذرا درا ہوئی فوراً تاویل گھڑ دی۔ (پھر فرمایا) ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں۔ بندر کے قلب میں عظمت ہے قرآن عظیم کی۔ ایک مرتبہ ننھے میاں (برادر خورد اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے سامنے دیوار پر ایک بندر بیٹھا تھا یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گذرا اور اس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآن عظیم کے محاذات پر آیا۔ قرآن عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا۔ (پھر فرمایا) میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہوگیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ گیا وہ بندر تھا وہابی نہ تھا حدیث میں ہے مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَ یَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا مَرَدَۃُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور آدمیوں

ے جناب مرزا ذاکر بیگ صاحب نے مجھ سے اس قسم کے سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ انھوں نے مجلس میلاد شریف کی تھی جب خوب مجمع ہوگیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے ماردیں مرزا صاحب فرماتے ہیں میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے میں ہرگز نہ مارنے دوں گا ۱۲ مؤلف غفرلہ

کے اپھر فرمایا، وہ تو وہ ہیں اُن کے غلاموں کا کہنا ایسا مانتے ہیں کہ مطیع غلام ایسا نہ مانے گا حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیا سے ہیں نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدنیا والدنیا والآخرہ آپ جنگل میں رہتے تھے ایک شخص نے ایک بیل نذر مانا جب وہ خوب موٹا تازہ ہو گیا تو اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں چلا طیار بہت تھا راستہ میں چھوٹ گیا۔ ہر چند تلاش کیا نہ ملا آخیر مایوس ہو کر لوٹ آیا۔ ایک اور شخص کہ اس کے پاس ایک ہی بیل تھا تمام کھیتی وغیرہ کا کام اسی سے لیتا نہایت لاغر و نحیف ہو گیا تھا لے کر حاضر ہوا عرض کیا حضرت میرے رزق کا ذریعہ یہی بیل ہے دعا فرمایئے یہ دبلا بہت ہے اس میں طاقت آجائے۔ آپ کے پاس چند شیر بیٹھے تھے ایک کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور اس بیل کا شکار کیا اور کچھ کھایا پھر دوسرے کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور کچھ کھایا اسی طرح سب نے کھایا اور وہ بیل ختم ہو گیا۔ یہ شخص اپنے دل میں کہنے لگا میں اچھی دعا کرانے آیا تھا کہ کہ میرا دُبلا بیل بھی ہاتھ سے گیا۔ تھوڑی دیر میں اچھا موٹا تازہ بیل آیا۔ جو اس آدمی سے چھوٹ گیا تھا اور سامنے آکر مؤدب کھڑا ہو گیا۔ فرمایا اسے اُس کے بدلے میں لے لے اُس نے لے تو لیا لیکن دل میں یہ خطرہ گزرا یہ شیر حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہیں حضرت کے سامنے تک تو کچھ نہیں بولتے یہاں سے پھر مجھے اور اس بیل کو کھالیں گے۔ آپ کو فوراً اس خطرہ پر اطلاع ہو گئی اور کیوں نہ ہو جو اس کو جانتا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں فرمایا شیروں سے ڈرتے ہو اب ان کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ نہ معلوم کس کا بیل ہے کوئی پوچھے تو کیا کہوں گا خود ہی فرمایا تم سے کوئی نہ بولے گا ایک شیر کو اشارہ فرمایا وہ ان کے ساتھ کتے کی طرح ہو لیا اور ان کی اور ان کے بیل کی حفاظت کی آبادی کے قریب آکر وہ شیر واپس چلا گیا (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک صاحب اولیائے کرام میں سے

ف اولیا کی خطرات قلب پر اطلاع کی حکایات

تھے ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں جن کو تجوید بھی نہیں آتی اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا۔ مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی۔ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھدئے اور نہانے لگے۔ اتنے میں ایک نہایت مہیب شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے اب نکلیں تو کیسے۔ علما کی شان کے بالکل خلاف جب بہت دیر ہو گئی حضرت نے فرمایا کہ بھائیوں ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے کسی نے کہا حضور وہ تو اس شکل میں ہیں۔ تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک طمانچہ مارا اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا آپ نے اس طرف مارا اس نے اس طرف منہ پھیر لیا فرمایا ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا۔ جا چلا جا شیر اٹھ کر چلا گیا۔ پھر ان صاحبوں سے فرمایا تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے قلب سیدھا کیا یہ ان کے خطرہ کا جواب تھا۔

عرض ۔ مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ اگر وہ [فا] کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ و ممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے اور اول تو مندروں میں جانا ہی کب جائز ہے۔

ایک روز بعد نماز ظہر باہر تشریف فرما ہوئے عالی جناب فواضل اکتساب مولوی چودھری عبد الحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرۃ بھی حاضر تھے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس بار مجھے ۴۳ دن کامل بخار رہا کسی وقت کم نہ ہوا۔ انہوں نے عرض کیا جاڑا بھی آتا تھا۔ اس پر ارشاد ہوا۔ جاڑا طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی و یک چشمی برص۔ جذام

فا مندر میں نماز کا حکم۔

وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے (پھر فرمایا) اس میں بھی خوف ہے کہ کوئی مرض نہ ہو[ف۱] بفضلہ تعالیٰ بخار و درد سر و درد کمر تو اکثر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اس کا اثر اعصاب پر پڑا کہ ہاتھ سیدھا نہ ہوتا[ف۲] تھا (پھر فرمایا) بخار و[ف۳] درد سر تو مبارک امراض ہیں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوا کرتے ایک صاحب حضرات اولیائے کرام میں سے تھے ان کو درد سر لاحق ہوا تمام رات نوافل میں گزار دی اس شکریہ میں کہ مجھے وہ مرض دیا جو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرض ہے اور یہاں یہ حالت ہے کہ جب کبھی درد سر ہوا تو یہی کوشش کی جاتی ہے کہ اول وقت نماز عشا سے فارغ ہو جائیں۔ ایک صاحب کے رخسارہ پر لقوہ کا اثر ہو گیا تھا اُنھوں نے حاضر ہو کر حضور والا سے دعائے خیر چاہی ارشاد فرمایا لوہے کے پتّر پر سورۂ زلزال شریف کندہ کرا لیجئے اور اسے دیکھتے[ف۴] رہا کیجئے۔

عرض۔ حضور بسم اللہ کرانے کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے۔

ارشاد۔ شرعاً کچھ مقرر نہیں ہاں مشائخ کرام کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر ہیں۔ حضرت[ف۵] خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی تقریب بسم اللہ

ف۱ کوئی مرض نہ ہونا بھی خوف کی بات ہے۔

ف۲ اللہ اکبر کام اس حالت علالت میں بھی نہ چھوٹتا اسی مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دوات سینہ اقدس پر رکھوائی اور لیٹے لیٹے ہی تحریر فرمایا ۱۲ مؤلف غفرلہٗ۔

ف۳ بخار اور درد سر مبارک امراض ہیں کہ انبیا کے مرض ہیں۔

ف۴ لقوہ کا بہترعلاج ف۵ بسم اللہ کس عمر میں ہو۔

ف۵ حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت۔

مقرر ہوئی لوگ بلائے گئے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ سے فرمایا صاحبزادے پڑھیئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ نے پڑھا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور شروع سے لیکر پندرہ پارے حفظ سنادیئے۔ حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا صاحبزادے آگے پڑھیئے فرمایا میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنی ہی سُنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے بھی یاد ہو گئے۔

عرض۔ حضور[ف۱] کے کاکی ہونے کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد۔ کاک کلچے کو کہتے ہیں حضرت کو ایک مرتبہ چند فاقے ہوئے تھے اور گھر بھر میں کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ تھا۔ اس وقت آسمان سے آپ کے واسطے کاکیں آئی تھیں یوں کاکی مشہور ہو گئے (پھر فرمایا) حضرت[ف۲] شیخ فرید الحق والدین گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ ۸۰ فاقے ہو چکے تھے نفس بھوکا تھا الجوع الجوع پکار رہا تھا اس کے بہلانے کے لئے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے ڈالتے ہی شکر ہو گئے۔ جو کنکر منہ میں ڈالتے شکر ہو جاتا اسی وجہ سے آپ گنجشکر مشہور ہیں حضرت[ف۳] محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب زر بخش ہے حضرت[ف۴] کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان بڑے بڑے قیمتی جواہرات کے لاکر رکھے گئے۔ ایک صاحب حاضر تھے انھوں نے عرض کی الھد[ف۵] ایا مشترکۃ

ف۱ حضور کے کاکی کہے جانے کی وجہ، ف۲ گنج شکر کہے جانے کی وجہ، ف۳ حضرت محبوب الٰہی کا لقب زر بخش کیوں، ف۴ حضرت کے جود و کرم کی کیفیت، ف۵ الھدایا مشترکۃ کا ایک جواب حضرت محبوب الٰہی کا اور اس کے خلاف حضرت امام ابو یوسف کا اور خلاف کی وجہ۔

ارشاد فرمایا اما تنہا خوشتر یہ فرما کر سب ان کو دیدئے حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہارون رشید نے روپے اشرفیوں کے خوان بھیجے ایک صاحب نے عرض کی الھدایا مشترکۃ ارشاد فرمایا یہ امثال فواکہ کے لئے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جائے وہ تمام حاضرین میں مشترک ہوتا ہے ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں ان دونوں واقعوں کو لکھ کر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اعتراض کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں اور میں نے اس کے حاشیے پر یہ جواب لکھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقام تشریع میں تھے انکے افعال واقوال واحوال یہاں تک کہ ان کی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے اور یہ تھے مقام تبتل میں ان کا مرتبہ اُن کے مرتبہ سے علیحدہ ہے یہاں غیر سے بالکل انقطاع ہے بخلاف اس کے ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں کتب فقہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ یوم الشک میں یعنی جس روز شبہ ہو کہ وہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی تیس آپ بعد صحوۂ کبرے کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا روزہ کھولدو اُس وقت کی وضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے سیاہ لباس پہنے تھے سیاہ عمامہ باندھے تھے غرض کہ سوائے ریش مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا کہ سواد (سیاہ رنگ) کا پہننا جائز ایک صاحب نے سوال کیا آپ کا روزہ ہے یا نہیں جھکے سے کان میں فرمایا انا صائم میں روزے سے ہوں اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ مفتی خود یوم الشک میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے غرض کہ حاصل جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں صاحبوں کے مراتب میں فرق نہیں کیا انھوں نے یہ کہا

فـ۱ ملا علی قاری کے اعتراض کا جواب، فـ۲ سیاہ رنگ پہننے کے جواز کا حکم کہاں سے مستنبط ہے، فـ۳ یوم الشک میں مفتی روزہ رکھے عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے۔

دونوں قولوں میں کتنا فرق ہے لیکن دونوں مرتبوں میں بھی تو کتنا فرق ہے۔

عرض۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ جمہور کا مذہب[1] یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں خدمت بحر انھیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں پھر فرمایا چار نبی[2] زندہ ہیں کہ اُن کو وعدہ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں یوں تو ہر نبی[3] زندہ ہے اِنَّ اللہ حرَّمَ علی الارض اَنْ تاکل اجسادالانبیا فنبی اللہ حی یرزق بیشک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں انبیا[4] علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایک آن کو محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے۔ خیر ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر۔ خضر و الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس و عیسٰی آسمان پر (علیہما السلام)

عرض۔ حضور ان پر موت طاری ہوگی۔

ارشاد۔ ضرور کل نفس ذائقۃ الموت (پھر فرمایا) جب یہ آیت نازل ہوئی کل من علیہا فان جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہوں گے فرشتے خوش ہوئے کہ ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں جب دوسری آیت نازل ہوئی کل نفس ذائقۃ الموت ملائکہ نے کہا اب ہم بھی گئے۔

عرض۔ حضور ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر جانیکا واقعہ کیا ہے۔

ف۱ خضر علیہ السلام نبی ہیں صحیح ہے، ف۲ چار انبیا ایسے زندہ ہیں کہ ابھی ان پر وعدہ الٰہیہ آیا ہی نہیں۔ ف۳ ہر نبی زندہ ہے اس کا حدیث سے ثبوت۔

ف۴ انبیا پر ایک آن کہ محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے موت طاری ہوتی ہے پھر انہیں حیات حقیقی حسی دنیاوی عطا ہوتی ہے۔

ارشاد- آپ[1] کے واقعہ میں علما کو اختلاف ہے اتنا تو ایمان ہے کہ آپ آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ قرآن عظیم میں ہے "وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا" ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھا لیا بعض روایات[2] میں یہ بھی ہے کہ بعد موت آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ ایک روایت میں یہ ہے ایک بار آپ دھوپ کی شدت میں تشریف لئے جارہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا آپ کو سخت تکلیف ہوئی خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آفتاب پر موکل ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی عرض کی اے اللہ اس فرشتہ پر تخفیف فرما فوراً دعا قبول ہوئی اور اس پر تخفیف ہوگئی اس فرشتہ نے عرض کیا یا اللہ مجھ پر تخفیف کس طرف سے آئی ارشاد ہوا میرے بندے ادریس نے تیری تخفیف کے واسطے دعا کی میں نے اس کی دعا قبول کی عرض کی مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں اجازت ملنے پر حاضر ہوا تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں۔ فرمایا ایک مرتبہ جنت میں لے چلو۔ عرض کی یہ تو میرے قبضے سے باہر ہے لیکن عزرائیل ملک الموت سے میرا دوستانہ ہے ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر حل جائے۔ غرض عزرائیل علیہ السلام آئے آپ نے ان سے فرمایا انھوں نے عرض کیا حضور بغیر موت کے تو جنت میں جانا نہیں ہوسکتا۔ فرمایا روح قبض کرلو انھوں نے بحکم خدا ایک آن کے لئے روح قبض کی اور فوراً جسم میں ڈال دی آپ نے فرمایا مجکو دوزخ و جنت کی سیر کراؤ حضرت عزرائیل علیہ السلام دوزخ پر لائے طبقات جہنم کھلوائے آپ دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے عزرائیل علیہ السلام وہاں سے لے آئے جب ہوش ہوا تو عرض کیا یہ تکلیف آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائی پھر جنت میں لے گئے وہاں کی سیر

ف[1] ادریس علیہ السلام کا آسمان پر ہونا ہمارا ایمان ہے جانے کا واقعہ علما میں مختلف فیہا ہے

ف[2] ادریس علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی چند روایات

سیر کرنے کے بعد عزرائیل علیہ السلام نے چلنے کے واسطے عرض کیا آپ نے التفات نہ فرمایا پھر دوبارہ عرض کیا آپ نے جواب نہ دیا پھر جب انھوں نے عرض کیا تو فرمایا اب چلنا کیسا جنت میں آکر بھی کوئی واپس جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو ان دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا اس نے آکر پہلے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے سارا واقعہ سنا پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں تشریف لے جاتے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت اور میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اور فرماتا ہے وان منکم الا واردھا تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا اور میں جہنم کی بھی سیر کر آیا اور فرماتا ہے وماھم منھا بمخرجین اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکالے جائیں گے اب میں جنت میں آگیا کیوں جاؤں حکم ہوا میرا بندہ ادریس سچا ہے اس کو چھوڑ دو۔

عرض ۔ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لقا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد ۔ لقا ثابت ہے[ف۱] (پھر فرمایا) کس نبی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا نہ ہوئی۔ سب[ف۲] اولین و آخرین وانبیاء ومرسلین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

در آں مسجد امام انبیاء شد
صف پیشیناں را پیشوا شد

ف۱ حضرت خضر علیہ السلام کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا ثابت ہے۔
ف۲ سب اولین و آخرین نے بیت المقدس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔

نماز اسرا میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

(پھر فرمایا) یہاں تمام انبیا اور مرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیت المعمور[ف ۱] میں سب انبیا اور امت مرحومہ نے بھی۔ کچھ لوگ پہلی صف میں تھے کچھ دوسری کچھ تیسری اور کچھ ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر تھیں فرق مراتب میں تھا ان میں کچھ کے کپڑے سپید تھے اور کچھ کے میلے سپید والے صالحین ہیں اور میلے ہم جیسے گنہگار، پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔

عرض۔ حضور[ف ۲] بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں پھر نیت باندھتے ہیں۔

ارشاد۔ نہیں چاہیے بلکہ بعض لوگ تو پہلوانوں کی طرح جھٹکا بھی دیتے ہیں۔

عرض۔ حضور مسجد میں بدبو کے ساتھ نہ جانا چاہیے اگر کوئی دوا بدبودار لگائی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد۔ کھجلی وغیرہ میں اگر گندھک وغیرہ لگائی ہو تو مسجد کی حاضری معاف ہے۔ ایک صاحب فرائض کا ایک استفتا لائے کہ سوتیلی ماں کی اولاد کو ترکہ پہنچتا ہے یا نہیں اس پر ارشاد فرمایا یہ عجیب سوال ہے۔ ایسا سوال اب تک نہیں آیا مستفتی یہ چاہتا ہے کہ دھوکے سے اس کے موافق لکھدیا جائے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے جواب کے سوچنے سے پہلے سوال کو سمجھے کہ اس میں دھوکا تو نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس استفتا لائے کہ زوجہ نے ایک مکان اپنے شوہر

ف ۱ بیت المعمور میں سارے انبیاء اور امت مرحومہ نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی
ف ۲ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا پھر چھوڑ کر باندھنے کا حکم۔

کے ہاتھ بیع[ف۱] بلا بدل کیا اب زوجہ کے مرنے کے بعد وہ مکان اس کے ترکہ میں ہوگا یا نہیں۔ میں نے کہا میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دے سکتا جب تک بیعنامہ کی نقل نہ لاؤ۔ فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ بیع بلا بدل کے یہ معنی ہیں کہ بیع تو ہوئی لیکن اس کا معاوضہ قرض ہے ادا نہیں ہوا میں نے ان مسائل سے کہا اگر بیع بلا بدل کی صورت ہوگی تو یہی ہوگی اس کے سوا نہیں ہوسکتی۔ غرض بیعنامہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہی صورت تھی وہ اسی مسئلہ کو شاہجہاں پور لے گئے اور لکھا لائے کہ بیع بلا بدل باطل ہے اور وہ مکان اس عورت کا ترکہ ہے مجھے لاکر دکھایا چھ سات مہریں بھی تھیں (پھر فرمایا) مجھے چاہیئے تھا کہ اسی وقت اس پر جواب لکھ دیتا۔ پھر فرمایا حضور[ف۲] اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر لیکن اکثر احکام ظاہر ہی پر فرماتے اور بعض دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا ایک شخص[ف۳] حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا اقتلوہ اس کو قتل کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے فرمایا فاقطعوہ اچھا ہاتھ کاٹا جائے دہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا اُس نے پھر چوری کی بایاں پیر کاٹ لیا۔ اس نے پھر چوری کی بایاں ہاتھ کاٹ لیا۔ چوتھی بار پھر چوری کی اور داہنا پیر کاٹ لیا گیا۔ پانچویں مرتبہ اس نے منہ میں کوئی شے چھپا کر رکھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا اقتلوہ یہ اُسی کا نتیجہ تھا۔ بتذکرہ اعداؤ حاسدین ارشاد فرمایا میری اتنی عمر گذری لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے

ف۱ بیع بلابدل کا حکم اور یہ کہ ہمارے عرف میں بیع بلابدل کسے کہتے ہیں۔ ف۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں چاہیں حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر مگر اکثر حکم ظاہر ہی پر فرمایا۔

ف۳ ایک شخص جس نے چوری کی تھی حضور نے اس کے قتل کا حکم کیوں دیا۔

ایک طرف کفار کا نرغہ دوسری طرف حاسدین کا مجمع مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ مجموعۂ اعمال بھرا ہوا ہے سینیاں بھری پڑی ہیں کوئی عمل کر لیجئے میں نے کہا جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انھیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار ہاتھ میں کبھی نہ لینا ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا۔ چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا سوائے ایک دفعہ کے کہ میں نے کرنا چاہا اور نہ ہوا۔ جس سے ثابت کر دیا گیا کہ تیرے لئے کچھ نہیں ہو سکتا ہم کرتے ہیں۔ (پھر فرمایا[ف۱]) وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں۔ میری عمر ۱۹ سال کی تھی اُس وقت رامپور کو ریل نہ تھی۔ بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا۔ ساتھ میں عورتیں بھی تھیں راستہ میں دریا پڑا گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا اس میں دلدل تھی بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں خود دھنس جانے کا اندیشہ اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید ڈاڑھی تھی نہ اس سے پہلے انھیں دیکھا تھا نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا کیا ہے میں نے تمام واقعہ عرض کیا فرمایا یہ تو کوئی بات نہیں گاڑی والے سے فرمایا ہانک اُس نے کہا کدھر ہانکوں آپ دیکھتے ہیں دلدل میں گاڑی پھنسی ہے فرمایا ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا اِدھر کو ہانک یہ کہہ کر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی دلدل سے نکل گئی۔ (پھر فرمایا) ایسی معونتیں تو الحمد للہ بہت زائد ہوئیں۔ پہلی بار[ف۲] کی حاضری میں منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا اُس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا۔ اب تو بہت کم کر دیا ہے بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں۔ نفل

ف۱ بعض اپنی غیبی امدادوں کا ذکر، ف۲ اولیا کی قلوب پر اطلاع

البتہ اسی روز سے چھوڑ دئے ہیں خیر جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ رو وظیفہ میں مصروف ہیں میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا یکایک آواز گنگناہٹ کی سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی اہل اللہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے۔ میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمد اللہ تعالیٰ دنیا میں حاجت لے کر نہ گیا جب گیا تو اسی خیال سے کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا اللھم اغفر لاخی ھذا اللھم اغفر لاخی ھذا اللھم اغفر لاخی ھذا میں نے سمجھ لیا کہ فرماتے ہیں ہم نے تیرا کام کر دیا اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو میں ویسے ہی لوٹ آیا۔

(پھر فرمایا) بریلی[ف] میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہٗ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا۔ وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے مجکو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے آخر مجھ سے پوچھا صاحبزادہ تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو۔ میں نے کہا میں ان کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ فرمایا آپ یہاں تشریف رکھئے۔ پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو۔ میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لئے نہیں آیا ہوں میں صرف دعائے مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں قریب

ف بریلی کے بعض مجاذیب کا ذکر

آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے ان سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہوگیا۔

عرض۔ امام کو دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں بے وضو ہوں اس نے بے وضو ہی نماز ختم کی تو کافر ہوگا یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر لوگوں کی شرم کی وجہ سے اس نے وضو نہ کیا تو کفر نہ ہوگا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور اگر معاذ اللہ استحقاراً ایسا کیا اور مسلمان سے ایسا متصور نہیں تو البتہ کفر ہو جائے گا۔[1]

عرض۔ نصاب کا مالک اگر نابالغ کو کردے تو زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں ہوگی کہ نابالغ مکلّف نہیں۔

عرض۔ تملیک کس طرح ہوگی۔

ارشاد۔ یا تو کچھ دے اور زبان سے کہے کہ میں نے تم کو یہ دے دیا یا دلالۃً تملیک پائی جائے جیسے کچھ دیا اور نیت ہبہ کی کی اور سمجھا گیا کہ مالک کر دیا تو ہبہ صحیح ہو جائے گا تعاطی[2] سے بیع ہو جاتی ہے ہبہ تو دوسری چیز ہے (پھر فرمایا) عورتوں[3] کو زیور بنا دیتے ہیں اگر عرف عام میں وہاں مالک کر دینا سمجھا جاتا ہو تو عورت مالک ہوگئی اگر عرف عام اس کا نہ ہو یا مختلف ہو تو نہیں۔

ف[1] بے وضو نماز پڑھنے کا حکم، ف[2] تعاطی سے بیع وہبہ دونوں ہو جاتے ہیں۔

ف[3] زیور بنا کر عورت کو دیدیا تو کس صورت میں وہ اس کی مالک ہوگی اور کس میں نہیں۔

عرض۔ نابالغ اگر مال فروخت کرے تو بیع ہو گی یا نہیں۔
ارشاد۔ ولی کی اجازت پر موقوف ہے[ف۱] بشرطیکہ ثمن مثل (نرخ بازار) پر بیچے اور ثمن قلیل بقدر ما یتغابن فیہ الناس کا اعتبار نہیں۔
مؤلف۔ چند علمائے کرام حاضر خدمت تھے حضور والا نے ان سے استفسار فرمایا وہ کونسا ہبہ ہے[ف۲] جو نابالغ کرے اور ولی کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے اور ہبہ صحیح ہو حالانکہ ولی کی اجازت پر بھی نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں سب نے سکوت کیا اور عرض کیا حضور ہی ارشاد فرمائیں فرمایا وہ ہبہ ثواب کا ہے کہ گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔
عرض۔ حضور اس ثواب کے ہبہ کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔
ارشاد۔ ہاں[ف۳] اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں اختلاف[ف۴] اس میں ہے کہ وہ ثواب اگر چند آدمیوں کو ہبہ کیا جائے تو وہ تقسیم ہو کر پہنچے گا یا اتنا ہی سب کو ملے گا اور صحیح یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے اتنا ہی اتنا سب کو ملے گا ہاں وہابیہ[ف۵] نے لکھا ہے کہ یہ نیابت ہوئی یعنی اس ہبہ کرنے والے نے اس کی طرف سے یہ عمل کیا اب اس کے لئے کوئی ثواب نہیں اور معتزلہ[ف۶] مطلقاً پہنچنے کا انکار کرتے ہیں۔
عرض۔ علم[ف۷] منطق سے علم بیان افضل ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ ہاں فلاسفہ کی بنائی ہوئی منطق سے تو افضل ہی ہے۔

ف۱ نابالغ کی بیع کا حکم ف۲ وہ کونسا ہبہ ہے کہ نابالغ کرے اور اس میں ولی کی اجازت نہ ہو بلکہ ممانعت ہو جب بھی صحیح ہے ف۳ ثواب بخش نے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔
ف۴ یہ مختلف فیہ ہے کہ چند آدمیوں کو جو ثواب پہنچایا وہ سب کو اتنا ملے گا یا تقسیم ہو کر حصہ رسدی ف۵ وہابیہ کہتے ہیں کہ ثواب بخش نے والے کو کچھ ثواب نہیں ملتا۔
ف۶ معتزلہ سرے سے ثواب پہنچنے ہی کے منکر ہیں۔ ف۷ علم بیان افضل ہے یا علم منطق۔

عرض۔ حضور شریعت کی منطق

ارشاد۔ ہاں شریعت[1] کی منطق بے شک علم بیان سے افضل ہے۔

عرض۔ اس کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد۔ وہ[2] ایک ایسا قانون ہے جس کی مراعات خطاء کفر سے بچائے۔

عرض۔ حضور اس کے جاننے والے بھی ہوئے ہیں۔

ارشاد۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کیا تھا جس سے وہ خطاء کفر سے بچتے تھے حالانکہ فلاسفہ کی منطق اس وقت تھی بھی نہیں اور پھر ائمہ مجتہدین کونسی منطق جانتے تھے۔

عرض۔ علمائے ظاہر میں کوئی ایسا گزرا یا نہیں۔

ارشاد۔ میں جس کو بتاؤں گا آپ کہیں گے یہ علمائے باطن میں سے تھے شریعت کی منطق ایک نور کا نام ہے جس کو خدا عطا فرمائے آپ چاہیں کہ ظلمت والوں میں کوئی ایسا ہو میں ظلمت والوں سے کس کو لاؤں جو نور والا ہو۔

عرض۔ علم ظاہری میں وہ کونسا علم ہے۔

ارشاد۔ وہ علم اصول فقہ و حدیث ہے اور باقی یہ سب منطق و فلسفہ تو فضول ہے حضرت مولانا فرماتے ہیں ؎

چند خوانی حکمت یونانیاں ۔۔۔ حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

پائے استدلالیاں چوبیں بود ۔۔۔ پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

گر بہ استدلال کار دیں بدے ۔۔۔ فخر رازی راز دار دیں بدے

(پھر فرمایا) استدلال پر دار و مدار دو باتوں کی طرف لے جاتا ہے یا حیرت یا ضلالت امام فخر الدین[3] رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نزع کا جب وقت آیا شیطان آیا کہ

ف[1] افضل ہے شریعت کی منطق۔ ف[2] شرعی منطق کی تعریف ف[3] امام فخر الدین رازی کا وقت نزع شیطان لعین سے مباحثہ اور بالآخر پیر کی امداد سے نجات

اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر ــــــــــــــــ مناظروں مباحثوں میں گزاری خدا کو بھی پہچانا آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے اس نے کہا اس پر کیا دلیل آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل توڑ دی ۔ اُنھوں نے دوسری دلیل قائم کی اس نے وہ بھی توڑ دی ۔ یہاں تک کہ ۳۶۰ دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس نے سب توڑ دیں ۔ اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے وہاں سے آپ نے آواز دی کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب ۔۔۔ گر دلیلے خواہی از وے رو متاب

عرض ۔ حضور دوربین سے آسمان نظر آتا ہے یا نہیں۔

ارشاد ۔ ہم اپنی آنکھوں سے تو آسمان دیکھ رہے ہیں کیا دوربین لگانے سے اندھا ہو جاتا ہے کہ بغیر دوربین کے دیکھتے ہیں اور دوربین سے سوجھائی نہ دے ۔ ہمارا ایمان ہے کہ جس کو ہم دیکھ رہے ہیں یہی آسمان ہے[ف۱] اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ہ وَزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ ہ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ہ کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا بنایا اور ہم نے اس کو کیسی زینت دی اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہم نے اسے خوبصورت بنایا دیکھنے والوں کے واسطے کیا وہ آسمان کو نہیں دیکھتے کیسا بلند بنایا گیا ۔ فلاسفہ

ف۱ جو نظر آتا ہے یہی آسمان ہے یہ ایمان ہے۔

بھی یہی کہتے ہیں کہ جو نظر آتا ہے یہ آسمان نہیں آسمان شفاف بے لون ہے۔
(پھر فرمایا) اس میں اکذب کون جس کی تکذیب کرے قرآن (پھر فرمایا) نجات[1] منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان و زمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو علمائے[2] کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخشدئے گئے مگر ایک شخص تو میں خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہوں اور اگر ندا کی جائے روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک شخص کے تو میں امید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہوں خوف و رجا کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہئے (پھر فرمایا) خیر یہ تو حصہ عمر کا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن کم سے کم ہر مسلمان کو اتنا تو ہونا ہی چاہیئے کہ صحت و تن درستی کے وقت خوف غالب ہو اور مرتے وقت رجا۔ حدیث[3] میں ہے ہر جھٹکا موت کا ہزار ضرب تلوار سے سخت تر ہے۔ ملائکہ دبوچے بیٹھے رہتے ہیں ورنہ آدمی تڑپ کر نہ معلوم کہاں جائے اس وقت اگر معاذ اللہ کچھ اس طرف سے ناگواری آئی تو سلب ایمان ہو گیا اس لئے اس وقت بتایا جائے کہ کس کے پاس جا رہا ہے۔

عرض۔ اگر خدائے تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے پر ایمان ہے تو کبیرہ تو در کنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔

ارشاد۔ ایمان[4] اور ہے اور شہود اور۔ ایمان ارتکاب سئیات کے منافی

ف[1] نجات کا کاہے پر انحصار ہے، ف[2] جسے سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کے سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔ ف[3] موت کے جھٹکے کی تکلیف کا بیان۔ ف[4] ایمان اور ہے اور شہود اور ایمان منافی ارتکاب معاصی نہیں شہود ہو تو صغیرہ نہ ہو گا۔

نہیں ہاں اگر شہود نہ ہوگا تو بے شک کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اکابر اولیا پر بھی اکل و شرب و لوم کے وقت ایک گونہ غفلت دبی جاتی ہے ورنہ کھانے پینے پر قادر نہ ہوں (پھر فرمایا) غفلت[1] مطلقہ کفر ہے اور غفلت غالبہ فسق اور تذکر غالب ولایت اور تذکر مطلق نبوت پھر تذکر غالب میں بھی مراتب ہیں۔
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ○ یہ وہی تذکر غالب ہے اور غفلت مطلقہ یہ ہے جیسے حضرت مولانا فرماتے ہیں ؎

اہل[2] دنیا کافران مطلق اند	روز و شب در زق زق و در بق بق اند
اہلِ دنیا چہ کہیں وچہ مہیں	لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اجمعین
چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

عرض۔ حضور بچہ سے محبت تو بچہ ہونے کی بنا پر ہوتی ہے اللہ کے واسطے کون کرتا ہے۔

ارشاد۔ الحمدللہ کہ میں نے مال من حیث ھو مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ھو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عمل نیک ہے اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے

عرض۔ حضور بیوی بچہ کے سبب سے اکثر اوقات انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ارشاد۔ پھر اس کا کیا علاج اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ اور فرماتا ہے

---

[1] اللہ عزوجل سے غفلت مطلقہ کفر اور غفلت غالبہ فسق۔ تذکر غالب ولایت تذکر مطلق نبوت
[2] مولانا کے ارشاد اہل دنیا کافران مطلق اند الخ کے معنی۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ اور فرمایا ہے یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اے ایمان والو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے بچو اور تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں اور اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔ ایک بار امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما در اقدس میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینے سے لگالیا اور فرمایا انکم لتجبنون ولتبخلون تم لوگوں کو نامرد کردیتے ہو اور بخیل بنا دیتے ہو۔

چونکہ ازواج و اولاد کو دشمن بتایا گیا تھا ممکن تھا کہ کوئی سمجھ لیتا ان کو تکلیف دینا چاہئے لہٰذا اسی جگہ فرما دیا وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور اگر تم معاف کردو اور درگذر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بڑا بخش نے والا مہربان ہے۔

عرض۔ کا مدار جوتہ کا کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ اگر جھوٹا[ف۱] کام ہے تو مطلقاً مکروہ ہے حتیٰ کہ عورتوں کو بھی اور اگر سچا ہے تو چار انگل سے کم مردوں کو جائز ہے اس سے زیادہ نہیں اور عورتوں کو مطلقاً جائز ہے۔

مؤلف۔ ایک مسئلہ طلاق پیش ہوا جس میں لکھا تھا کہ زید نے کہا میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا اس پر ارشاد فرمایا کیا خوب اب اگر لکھنے والے کی غلطی کہی جائے تو اور حکم ہوتا ہے اور اگر انہی الفاظ کو صحیح مانا جائے تو حکم بدل جائے گا یوں کہنا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق[ف۲] دیا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے اپنی بی بی کو طلاق دلوانے کے لئے دوسرے کو حوالہ کردیا اور اس میں طلاق نہیں پڑے گی اور اگر یوں

ف۱ کا مدار جوتے کا حکم، ف۲ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا اس سے طلاق ہوگی یا نہیں۔

کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا تو طلاق ہو جائے گی لوگ اس قدر دھوکے دیکر سوال کرتے ہیں۔

عرض۔ شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھرنا کیسا۔ ف۱

ارشاد۔ محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔

عرض۔ اگر زید نے ایک وقت شیخ پر اعتراض کیا اور دوسرے وقت نادم ہوا تو کیا اب بھی اس پر کوئی الزام ہے۔

ارشاد۔ اس پر کوئی الزام نہیں الندم ف۲ توبۃ التائب من الذنب کمن لاذنب لہٗ

عرض۔ در مختار کبیری صغیری میں لکھا ہے کہ رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔

ارشاد۔ لم یثبت ف۳ کہیں ثابت نہیں دس بارہ کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے اور سب کا منتہی زاہدی ہے۔

عرض۔ ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے اس کے لئے کوئی دعا ارشاد ہو۔

ارشاد۔ ف۴ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ لکھ کر گلے میں ڈال لیا جائے

عرض۔ حضور نئی روشنی والے کہتے ہیں کہ خطبہ سے مقصود عوام کو ترغیب و ترہیب و تذکیر ہے اگر اردو میں نہ پڑھا جائے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوگا تو خطبہ معاذ اللہ بیکار ہو جائے گا۔

ارشاد۔ ف۵ صحابہ کرام کے زمانہ میں عجم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے کئی ہزار منبر

ف۱ جامع الشروط شیخ سے پھر جانے کا حکم، ف۲ ندامت توبہ ہے اور تائب ایسا ہے جیسا وہ جس نے گناہ کیا ہی نہیں، ف۳ رکوع میں ٹخنوں کا ملانا ثابت نہیں، ف۴ گلا پھولنے کا علاج۔

ف۵ اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔

نصب ہوئے کئی ہزار مسجدیں بنائی گئیں کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے ان کی زبان
میں خطبہ فرمایا ہو اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
واقف ہیں تمام ماکان وما یکون سے تمام وقائع گزشتہ و آئندہ کی آپ کو خبر ہے
حضور کو یہ معلوم تھا کہ ہندی، حبشی، رومی، عجمی ہر زبان والے مسلمان ہوں گے
عربی نہ سمجھیں گے اور کبھی اجازت نہ دی کہ ان کی زبان میں خطبہ پڑھا جائے۔ خود
دربار اقدس میں رومی، حبشی، عجمی ابھی تازہ حاضر آئے ہیں۔ عربی ایک حرف نہیں
سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو یا کچھ خطبہ عربی
میں اور کچھ ان کی زبان میں فرمایا ہو ایک حرف بھی ان کی زبان کا خطبہ میں منقول
نہیں مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اب رہا یہ اعتراض ف۱
کہ پھر تذکیر سے فائدہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ دو دو پیسے کی نوکری کے واسطے
عمریں انگریزی میں گنواتے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک اسی میں ان کا قرآن
ان کا نبی عربی ان کی جنت کی زبان عربی اس کے لئے اتنی کوشش بھی نہ کریں کہ
خطبہ سمجھ سکیں یہ اعتراض تو انھیں پر پڑے گا نہ کہ خطیب پر۔

عرض ۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ کی تفسیر میں عن ولایۃ صحیح ہے
یا نہیں

ارشاد ۔ روافض کے نزدیک یہ تفسیر ہے۔

عرض ۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ف۲ کے کیا معنی ہیں

ارشاد ۔ اس کی دو تفسیریں ہیں ایک تو یہ کہ کوئی قبیلہ کفار مکہ کا ایسا نہ
تھا جو سرکار سے قرابت نہ رکھتا ہو اور قبیلہ والے کے ساتھ کرم اہل عرب کی طینت
میں رکھا گیا تھا تو وہ جو تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کی بابت ارشاد فرمایا گیا کہ اور

ف۱ اس شبہ کا جواب کہ اردو میں خطبہ نہ ہو گا تو تذکیر کا کیا فائدہ ہو گا۔

ف۲ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا الآیہ کی دو تفسیریں۔

کسی بات کا خیال نہ کرو قرابت داری ہی کا پاس کر کے حضور کو تکلیفیں پہنچانے سے باز رہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قربیٰ سے مراد سادات کرام و اہل بیت عظام ہیں اور استثنا بہر صورت منقطع ہے لَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا سالبۂ کلیہ ہے۔

عرض۔ لاصلوٰۃ[1] الا بحضور القلب کیا حدیث ہے۔

ارشاد۔ امام طحاوی نے معانی الآثار میں اسے بطور حدیث کے بلا سند ذکر کیا ہے۔

عرض۔ ایک قبر کچی ہے ہر بار پانی بھر جاتا ہے اس میں پکی ڈاٹ لگا دیں۔

ارشاد۔ قبر[2] پر ڈاٹ لگانے میں حرج نہیں ہاں کھولی نہ جائے میت کو دفن کر کے جب مٹی دیدی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ کی اس کا کشف جائز نہیں دو حال سے خالی نہیں۔ معذب ہے یا منعم علیہ اگر معذب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے جس سے اسے رنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا اور اگر منعم علیہ ہے تو اس میں اس کی ناگواری[3] ہے

ف[1] لاصلوٰۃ الا بحضور القلب حدیث ہے یا نہیں۔

ف[2] قبر پر پکی ڈاٹ لگانے کا حکم اور قبر کے کھولنے کا حکم۔

[3] فقیر کہتا ہے کہ اگر صورت معاذ اللہ صورت اولیٰ ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہئے اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام خصوصاً ایذائے میت نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہے کہ مردے کو قبر سے تکیہ لگانے سے اذیت ہوتی ہے تو معاذ اللہ محض اپنی خواہش کے لئے نہ ضرورت و حاجت کے لئے اس پر کدال چلانا اور قبر کو کھود ڈالنا کس قدر سخت ایذا کا باعث ہوگا۔ آہ مسلمانوں کے قبرستانوں کی آج جو ردی حالت ہے اس پر جس قدر رویا جائے کم ہے۔ قبر پر لوگ بیٹھ کر حقے پیتے خرافات کرتے لغو باتیں بناتے گالیاں بکتے قہقہے اڑاتے ہیں غیر قوم ہی کے لوگوں پر بس نہیں خود مسلمان بھی یہ ناشائستہ بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں۔ بچے قبور پر کھیلتے کودتے پھرتے بلکہ گدھے ان پر لوٹتے لید کرتے ہیں۔ بکریاں بیٹھتی مینگنیاں کرتی ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ مسلمانو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو ایک دن تمہیں بھی جانا ہے۔ ان مردوں کی خاطر کچھ انتظام نہیں کرتے اپنے ہی لئے کرو۔ ۱۲ مؤلف غفرلہٗ۔

فـ۱ علامہ طاش کبری زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث دیکھی کہ علمائے فـ۲ دین کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی بدن ان کا سلامت رہتا ہے۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ ہمارے استاد بہت بڑے عالم ہیں ان کی قبر کھول کر دیکھوں کہ ان کا بدن کس حال پر ہے اس وسوسہ نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ ایک شب میں جاکر قبر کھولی دیکھا کفن بھی میلا نہ تھا۔ جب دیکھ چکے قبر سے آواز آئی "دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے" اُسی وقت دونوں آنکھیں بہ گئیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ ایک عورت فـ۳ کا انتقال ہوا دفن کر دی گئی اُس کے شوہر کو بہت محبت تھی محبت نے مجبور کیا کہ اس کی قبر کھول کر دیکھے کیا حال ہے ایک عالم صاحب سے یہ ارادہ ظاہر کیا انھوں نے منع کیا نہ مانا اور ان کو قبرستان تک ساتھ لے گیا۔ عالم نے ہر چند منع کیا لیکن اس نے قبر کھولی۔ عالم صاحب قبر کے کنارے بیٹھے رہے وہ نیچے اترا دیکھا کہ اسی عورت کے دونوں پاؤں پیچھے سے لے جاکر اس کی چوٹی سے باندھ دئے گئے ہیں اس نے چاہا کہ کھول دوں ہر چند طاقت کی مگر نہ کھول سکا اللہ کی لگائی ہوئی گرہ کون کھول سکے۔ ان عالم صاحب نے منع فرمایا نہ مانا۔ دوبارہ پھر زور کیا عالم صاحب نے پھر منع کیا کہ دیکھ اسی میں خیریت ہے اسے ایسے ہی رہنے دے اس نے کہا ایک بار تو اور زور کر لوں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ زور کر ہی رہا تھا بالآخر زمین دھنسی اور وہ مرد و عورت دونوں زمین میں چلے گئے والعیاذ باللہ تعالیٰ

عرض۔ وہ کون کون ہیں جن کے بدن کو زمین نہیں کھاتی

ارشاد۔ حافظ۔ بشرطیکہ عمل کرتا ہو قرآن پر بہتیرے قرآن کی تلاوت

فـ۱ علامہ طاش کبری زادہ کی عبرتناک حکایت۔ فـ۲ علمائے دین کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی

فـ۳ ایک شخص نے عورت کی قبر کھول کر دیکھا اور اس کا کتنا بد نتیجہ ہوا۔

فـ۴ وہ کون کون ہیں جن کے بدن سلامت رہتے ہیں زمین انھیں خراب نہیں کرتی۔

کرتے ہیں اور قرآن اُنھیں لعنت کرتا ہے رب تالی القرآن والقرآن یلعنہ اور عالم دین اور شہید فی سبیل اللہ اور ولی اور وہ کہ درود شریف بکثرت پڑھا کرتا ہو اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کی اور وہ مؤذن جو بلا اجرت اذان دیا کرتا ہو، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بلا اجرت سات برس اللہ کی رضا کے لئے اذان دے وجبت لہ الجنۃ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔

عرض ۔ یہ حدیث ہے[ف۱] ولو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ماوسعہما الا اتباعی

ارشاد ۔ یہ قادیانی ملعونوں کا حدیث پر افترا اور زیادت ہے حدیث میں اتنا ہے ولو کان موسیٰ حیا وادرک بنوتی ماوسعہ الا اتباعی اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو اُنھیں کچھ گنجائش نہ ہوتی سوا میری اطاعت کے افترا بھی کیا اور کال نہ کٹا[ف۲] ان کا مقصود اس افترا سے وفات مسیح ثابت کرنا ہے اور جب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہو گا تو ایک مثل کا نزول ماننا پڑے گا۔ حالانکہ تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات[ف۳] حقیقی حسی دنیوی ہے صحیح حدیث میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دئے جاتے ہیں۔ دوسری صحیح حدیث میں ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون انبیا سب زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف آنی ہے ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے یہ مسئلہ قطعیہ

ف۱ قادیانیوں نے یہ حدیث گھڑی لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین الخ اور کال پھر بھی نہ کٹا
ف۲ قادیانیوں کا رد بازغ ۔ ف۳ حیات انبیا علیہم السلام کے ثبوت کی متعدد احادیث کریمہ۔

یقینیہ ضروریات مذہب اہلسنت سے ہے۔ اس کا منکر نہ ہو گا مگر بد مذہب گمراہ۔ (ف۱) تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیونکر ہو گیا۔ (پھر فرمایا) چار انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ دو آسمان پر سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دو زمین پر سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہوتے ہیں حج کرتے ہیں ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے سال بھر کے طعام و شراب سے۔

عرض۔ صوم (ف۲) وصال تو غیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ناجائز ہے پھر جب یہ سال بھر کچھ نوش نہیں فرماتے ہیں تو سال کا صوم متصل ہوا۔

ارشاد۔ (ف۳) صوم میں نیت ضروری ہے بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔

عرض۔ ایام تشریق و عید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے۔

ارشاد۔ ان ایام میں روزہ حرام ہے کھانا ضروری نہیں روزہ ایک ماہ کا فرض ہے اور کھانا کسی (ے) روز کا فرض نہیں۔

عرض۔ روزہ کے لئے تو افطار رکن ہے بغیر افطار کے روزہ نہیں ہو سکتا۔

ارشاد۔ (ف۴) روزے کے لئے افطار رکن کیا معنی ضروری بھی نہیں روزہ ہو جائے گا اگرچہ کبھی افطار نہ کرے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ رات آئی اور روزہ پورا ہو گیا بخلاف نماز کے کہ اس میں خروج (ف۵) بصنعہ ایک فعل ضروری ہے

ف۱ حیات انبیاء کا منکر گمراہ ہے۔ ے علیٰ احد القولین کما سبق ۱۲ مؤلف غفرلہ
ف۲ صوم وصال غیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جائز نہیں، ف۳ روزے میں نیت ضروری ہے بے نیت روزہ نہیں ہوتا۔ ے یعنی علی التعیین ۱۲ مؤلف غفرلہ۔
ف۴ روزے کے لئے افطار ضروری نہیں، ف۵ نماز میں خروج بصنعہ ضروری ہے۔

نماز ہے فعل اس کے لئے ایک فعل ایسا کرنا ضروری ہے جس سے معلوم ہو کہ نماز ختم ہوگئی اور روزہ ہے۔ ترک یا کف باختلاف قولین اور کف فعل ہے قلب کا۔ نماز صرف نیت سے بغیر افعال جوارح کے ادا نہیں ہو سکتی اور روزہ میں کوئی فعل نہیں صرف نیت ہے کسی فعل کی ضرورت نہیں قلب نے جیسے سمجھا تھا کہ میرا روزہ ہے اب سمجھ لے کہ میرا روزہ ختم ہوگیا۔ بس اب افطار کرے یا نہیں روزہ ختم ہوگیا (پھر فرمایا) مسئلہ ہے کہ تاخیر[ف۱] افطار مکروہ ہے مگر اگر کسی کے پاس کھانے کو نہ ہو تو کیا کھائے افطار ان کے واسطے رکھا گیا ہے جو بشریت میں پھنسے ہوئے ہیں قوت ملکیہ ان میں نہیں اور خضر و الیاس علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اعلیٰ درجے کی ملکوتی قوت حاصل ہے۔

عرض۔ اولیائے الٰہی کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد۔ حدیث میں ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیاء اللہِ الذین اذا رُؤوا ذکر اللہ اولیا اللہ وہ لوگ ہیں جن کے[۲] دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

عرض۔ دائرہ دنیا کہاں تک ہے۔

ارشاد۔ [ف۲] ساتوں آسمان ساتوں زمین دنیا ہے اور ان سے ورا سدرۃ المنتھیٰ عرش[ف۳] و کرسی دار آخرت ہے (پھر فرمایا) دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب۔ غیب کی کنجیوں کو مفاتح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید

ف۱ تاخیر افطار مکروہ ہے۔ ایام تشریق وعید کے دن روزہ حرام ہے ان میں کھانا ضرور نہیں۔ نماز روزے کا فرق اس میں خروج بصنعہ کیوں ضرور اور اس میں افطار کیوں ضرور نہیں۔

۲ جو منصف کبھی آستانہ قدسیہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوا اُسے بیشک ضرور خدا یاد آیا ۱۲ فقیر عبید الرضا غفرلہٗ۔ ف۲ دنیا کہاں تک ہے ف۳ عرش و کرسی دار آخرت ہے، ف۴ مفاتح اور مقالید کا فرق۔

کہتے ہیں قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ
اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود)
نہیں جانتا اور دوسری جگہ فرمایا ہے لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خدا ہی کے لئے
ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان وزمین کی اور مفاتیح[ف۱] کا حرف اول (م) وحرف آخر
(ح) اور مقالید کا حرف اول (م) وحرف آخر (د) انھیں مرکب کرنے سے نام
اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے یا تو اس طرف اشارہ
ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دیدی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو، کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں ہے

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل وجاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے مفاتیح ومقالید غیب وشہادت سب حجرۂ خفا یا
عدم میں مقفل تھیں وہ مفتاح ومقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور
میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کہ اگر یہ تشریف
نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ عدم یا خفا میں رہتے ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

عرض۔ حضور والا کرسی کی کیا صورت ہے۔

ارشاد۔ کرسی[ف۲] کی صورت اہل شرع وحدیث نے کچھ ارشاد نہ فرمائی فلاسفہ

ف۱ مفاتیح اور مقالید سے نام اقدس کا استخراج اور ان سے اس طرف اشارہ کہ خدا نے دنیا وآخرت کے خزانوں کی کنجیاں حضور کے حوالہ فرمادیں اور اس طرف اشارہ ہے کہ حضور ہی وہ کنجی ہیں جن سے غیب وشہادت کی کنجیاں جس جگہ بند تھیں اس کا قفل کھل گیا۔

ف۲ کرسی کی صورت

کہتے ہیں کہ وہ آٹھواں آسمان ہے ساتوں آسمانوں کو محیط ہے تمام کواکب ثابتہ اسی میں ہیں مگر شرع نے یہ نہ فرمایا اسی طرح عرش کو ف۱ جہلائے فلاسفہ کہتے ہیں کہ نواں آسمان ہے اور اس کو فلک اطلس کہتے ہیں کہ اس میں کوئی کوکب نہیں۔ مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان و زمین کو محیط ہے اور اس میں پائے ہیں یاقوت کے اس وقت تو چار فرشتے اس کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اور یہ تو قرآن عظیم سے ثابت ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ۝ اور اٹھائیں گے تیرے رب کے عرش کو اپنے اوپر اس دن آٹھ (فرشتے) ان فرشتوں کے پاؤں سے زانوؤں تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے آیۃ الکرسی کو اسی وجہ سے آیۃ الکرسی کہتے ہیں کہ اس کرسی کا ذکر ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس کی کرسی ف۲ آسمان و زمین کی وسعت رکھتی ہے (پھر فرمایا) آسمان ہی کی وسعت خیال میں نہیں آتی بیچ کا آسمان جس میں آفتاب ہے اس کا نصف قطر ف۳ نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے اور پانچواں اس سے بڑا۔ پانچویں کا ایک چھوٹا پرزہ جسے تدویر کہتے ہیں وہ آفتاب کے آسمان سے بڑا ہے پھر یہی نسبت پانچویں کو چھٹے کے ساتھ ہے اور اس کو ساتویں کے ساتھ اور صحیح حدیث میں آیا کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق و دق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو ما السمٰوٰت السبع والارضون السبع مع الکرسی الا کحلقۃ ملقاۃ فی ارض فلاۃ اور یہ سب زمین و آسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو اور ان سب عرش و کرسی و زمین و آسمان کی وسعت ایسی ہی ہے۔ عظمتِ قلب مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی

ف۱ عرش کا بیان۔ ف۲ کرسی کی وسعت

ف۳ بیچ کے آسمان کا نصف قطر نو کروڑ تیس لاکھ میل

نسبت ہی نہیں ہو سکتی عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال[1] (پھر فرمایا) اولیائے کرام فرماتے ہیں۔ ما السمٰوٰت السبع والارضون السبع فی نظر العبد المومن الا کحلقۃ ملقاۃ فی فلاۃ من الارض سیدی شریف عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔ اللہ اکبر جب غلاموں کی یہ شان ہے تو عظمت شان اقدس کو کون خیال کر سکے۔

عرض ۔ صحابہ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا۔

ارشاد ۔ لا الہ الا اللہ ان کے غلاموں اور اولیائے[ف۱] کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے۔ پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحت تم نے کیونکر صبح کی عرض کی اصبحت مومنا حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا ہر دعوے کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعوے کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے۔ عرض[ف۲] کی میں نے صبح کی اس حال میں عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم

---

[1] افترائت وہابیہ پر خدا کی لعنت ہو یہ توحید تو کبھی ان کے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہو گی ذرا دکھائیں تو کہ اس تفصیل کے ساتھ کسی نے توحید کو بیان کیا ہو مگر ؏ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ کے موافق ناواقفوں کے سامنے مکر کرتے ہیں کہ بندگان اعلیٰ حضرت تو علم خدا و رسول مساوی مانتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ فقیر عبید الرضا غفرلہٗ۔

ف۱ اولیائے کرام کے پیشِ نظر از عرش تا تحت الثریٰ ہوتا ہے پھر صحابہ کا کیا پوچھنا۔

ف۲ صحابہ کی حضورؐ میں عرض کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میری پیش نظر ہے جنت و دوزخ کے احوال دیکھ رہا ہوں۔

میری پیش نظر ہے جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں ارشاد فرمایا تم پہنچ گئے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی فٓ۱ تو ماضی مستقبل بھی اُن کی پیش نظر ہوتا ہے اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتا سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔

عرض۔ حضور جو اشیا اب تک وجود میں نہ آئیں۔ ان کا وجود سوا زمانے کے اور کسی چیز میں تو ہے نہیں اور زمانے ہی میں وہ حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں تو زمانہ کا وجود ثابت ہو گیا۔

ارشاد۔ زمانہ کو پہلے موجود مان لو گے جب تو اشیاء کا ظرف اسے مانو گے اور وہ فٓ۲ ہے موہوم اس کا وجود ہی نہیں وجود اشیا کا ظرف کیا ہے جو صورتیں ان اشیا کی ہوں گی وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

عرض۔ جس وقت پیش نظر ہیں اس وقت ان اشیاء کا وجود نہیں تو انکی صورتیں کہاں سے آئیں گی لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اپنے وقت موجود میں ان کی صورتیں موجود ہیں وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

ارشاد۔ وقت کس چیز کا نام ہے وقت ہے ہی نہیں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زمانے اور جہت میں گھیر دیا کسی چیز کو بغیر زمانے کے نہیں سمجھ سکتے رب فٓ۳ العزت زمانے سے پاک ہے مگر بولتے ہیں وہ ازل میں بھی ایسا ہی تھا جیسا اب ہے اور ابد تک ایسا ہی رہے گا۔ تھا اور ہے اور رہے گا یہ سب زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ زمانے سے پاک ہے اور حوادث جو ہیں فی الحقیقۃ وہ بھی زمانہ سے جدا ہیں مگر ان کا

فٓ۱ اولیا کی نظر میں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ہوتا ہے۔ فٓ۲ زمانہ موہوم ہے موجود نہیں رکھتا۔ فٓ۳ رب العزۃ زمانہ سے پاک ہے۔

؎ یہاں کچھ اور عبارت معلوم ہوتی ہے اصل باقی نہیں۔ ناقل صاحب نے جو نقل کی اس میں کچھ چھوڑ دیا۔ اصل دیمک نے ختم کر دی۔

زمانے سے جدا ہونا عقل بتائے گی اور کسی ذریعہ سے نہ معلوم ہوگا۔

عرض مشبہہ کہتے ہیں یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یہ اور اسکے سوا جو آیات تشبیہہ پر دلالت کرتی ہیں محکم ہیں اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وغیرہ آیات تنزیہ متشابہ اسی طرح وہابیہ کہدیں کہ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ محکم اور آیات مثبتہ علم غیب متشابہ قدریہ کہتے ہیں وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ محکم اور وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ متشابہ اور جبریہ اس کا عکس کہتے ہیں اس کا معیار کیا ہے جس سے محکم اور متشابہ کا امتیاز ہو جائے۔

ارشاد جس آیت کو اسکے ظاہر معنی پر حمل کرنے سے کوئی عقلی استحالہ لازم آتا ہو وہ متشابہ ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کے معنی ظاہر اگر لیں تو اس کا ہاتھ ماننا اور جب ہاتھ ہوا تو جسم بھی ہوا اور ہر جسم مرکب اور مرکب اپنے وجود میں اپنے ان اجزا کا محتاج ہے جن سے وہ مرکب ہے جب تک وہ موجود نہ ہولیں۔ یہ موجود نہیں ہو سکتا تو خدا کا محتاج ہونا لازم آیا اور ہر محتاج حادث اور کوئی حادث قدیم نہیں اور جو قدیم نہو خدا نہیں ہو سکتا تو سرے سے الوہیت ہی کا انکار ہو گیا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ محکم نہیں متشابہ ہے اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ محکم ہے اسی طرح[ف۳] لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ کسی طرح کا علم غیب کسی کو نہیں سوا رب عزوجل کے حالانکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے صدہا علوم غیب جنت و نار و ملائکہ و جن حساب ثواب عذاب، عقاب میزان۔ صراط اعراف کے متعلق بیان فرمائے تو معاذ اللہ کذب الٰہی لازم آیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے عموم ظاہر پر نہیں بلکہ آیات مثبتہ نے علم عطائی کی تخصیص کردی ہے اور جب اس آیت میں بالعطاو بالذات

ف۱ مشبہہ و وہابیہ قدریہ و جبریہ پر روف متشابہ و محکم کا فرق، ف۲ مجسمہ کا رد، ف۳ آیہ کریمہ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ سے علم ذاتی کی نفی مراد ہے ردسے عطائی کا نافی ٹھہرانا اللہ عزوجل کو عیب لگانا اور الوہیت سے انکار ہے۔

دونوں کو عام ٹھہرالیا تو معنی یہ ہو جائیں گے کہ ذاتی علم غیب بھی سوا خدا کے کسی کو نہیں اور عطائی علم غیب بھی کسی کو سوا خدا کے نہیں معاذاللہ کیسا بڑا استحالہ لازم آیا کہ خدا کو کسی دوسرے نے علم عطا کیا تو جاہل ہوا اور جہل نقصان ہے اور جس میں نقصان ہو خدا نہیں ہو سکتا تو الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہوا تو اپنے عموم ظاہری پر محکم نہیں ہو سکتی ہاں اپنے معنی میں ضرور محکم ہے اسی طرح وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ کو اگر اس کے ظاہر پر رکھو تو یہ معنی ہوں گے کہ بندے خود ان افعال کا خلق کرتے ہیں تو قرآن عظیم میں جو سوال فرمایا گیا ہے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ کیا خدا کے سوا کوئی اور خالق ہے۔ ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا اور اس کا جواب معاذاللہ اثبات میں ہوگا کہ ہزاروں سے زائد خالق خدا کے سوا موجود ہیں جو اپنے افعال کے خود خالق ہیں معاذاللہ تو ظاہر ہوا کہ یہ بھی محکم نہیں بس یہ محکم ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ بندے کچھ ارادہ بھی نہیں کر سکتے جب تک مشیت الٰہی نہ ہو پھر بھی خدا جو چاہے کرے کوئی اس سے یہ سوال کرنے والا نہیں کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ فاعل مختار رہے۔ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ اور بندے جو کچھ بھی کریں اس سے سوال ہوگا باوجود اس کے وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

عرض۔ تشبیہ صحیح ہے یا تنزیہ۔

ارشاد۔ تشبیہ[ف] محض کفر ہے اور تنزیہ محض گمراہی اور تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدۂ حقہ اہل سنت ہے۔

عرض۔ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ کا کیا مطلب ہے۔

ے تناقض ہوا اور تناقض عیب اور اللہ عزوجل ہر عیب سے پاک تو غالباً یہاں یہ اور عبارت ہو جو ناقل سے رہ گئی اصل باقی نہ رہی ۱۲۔ ف تشبیہ محض کفر ہے تنزیہ محض گمراہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدۂ اہل سنت اور اس کا مطلب۔

ارشاد لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ یہ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔ تشبیہ محض تو یہ ہوئی کہ وہ ہماری ہی طرح ایک جسم من الاجسام ہے اُس کے کان آنکھ ہماری ہی طرح گوشت پوست سے مرکب ہیں وہ انھیں سے دیکھتا سنتا ہے اور یہ کفر ہے اور تنزیہ محض یہ کہ دیکھنے سننے میں اس کو بندوں سے مشابہت ہوتی ہے لہٰذا اس سے بھی انکار کر دیا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا دیکھتا ہے سنتا ہے یہ کچھ اور صفات ہیں جن کو دیکھنے سننے سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ گمراہی ہے اصل صحیح عقیدہ یہ ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ یہ تنزیہ ہوئی کہ اس کی مثل کوئی شے نہیں اور اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ تشبیہ ہوئی اور جب سننے دیکھنے کو بیان کیا کہ اس کا دیکھنا آنکھ کا سننا کان کا محتاج نہیں وہ بے آلات کے سنتا ہے یہ نفی تشبیہ ہے کہ بندوں سے جو وہم مشابہت ہوتا اس کو مٹا دیا تو ماحصل وہی نکلا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ (پھر فرمایا) تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ سے تو قرآن عظیم بھرا ہے علم و کلام یقیناً اس کی صفات ہیں یہ تشبیہ ہوئی مگر اس کا علم دل و دماغ و عقل کا اور کلام زبان کا محتاج نہیں یہ نفی تشبیہ اور وہی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ہر ایک کے ساتھ مل کر پھر وہی حاصل ہوا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ حیات اس کی صفت ہے اب اگر یہ کہا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اس میں اسی طرح روح ہے ہماری ہی طرح اسکی رگ و پے میں خون دوڑتا پھرتا ہے جیسا مشبہ ملاعنہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے اور اور اگر اس سے انکار کر دیا جائے جیسے ملاحدہ باطنیہ ف۱ بکا کرتے کہ وہ حی لا حی نور لا نور ہے تو کھلی ضلالت ہے حق یہ ہے کہ وہ حی ف۲ ہے خود زندہ ہے اور تمام کی حیات اس سے وابستہ ہے مگر نہ روح سے کہ روح خود اس کی مخلوق ہے نہ وہ گوشت و پوست و خون استخوان سے مرکب ہے نہ وہ جسم ہے جسم و جسمانیات و زمان و جہت سے پاک ف۳ ہے یہ وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے (پھر فرمایا)

ف۱ ملاحدہ باطنیہ کا رد۔ ف۲ اللہ بے شک حی ہے مگر روح سے نہیں روح اس کی مخلوق ہے

ف۳ اللہ تعالیٰ زمان و جہت سے پاک ہے۔

اصل یہ ہے کہ الفاظ اس کے لئے وضع ہی نہیں کئے الفاظ تو مخلوق نے مخلوق کے لئے بنائے ہیں خدا کو عالم قادر مجی ممیت رازق متکلم مومن مہیمن خالق باری مصور وغیرہا صفات سے موصوف کرتے ہیں اور یہ سب ہیں اسم فاعل اور اسم فاعل دلالت کرتا ہے حدوث اور زمانہ حال یا زمانہ مستقبل پر اور وہ حدوث و زمانے سے پاک ہے قال اللہ تعالیٰ ویبقیٰ وجہ ربک اور اس کے سوا صدہا صیغے قرآن پاک نے فرمائے ہیں جو ماضی یا حال یا مستقبل سے خالی نہیں اور وہ زمانوں سے منزہ اور قرآن میں آیا ہے باللہ للہ علی اللہ فی اللہ من اللہ اور بے آتی ہے الصاق کے لئے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شے اس سے ملتصق ہو سکے لام آتا ہے نفع کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ کسی شے سے اس کو نفع پہنچ سکے علی آتا ہے ضرر یا استعلا کے لئے اور وہ اس سے برتر ہے کہ کسی شے سے اسکو ضرر پہنچ سکے وہ اس سے متعالی ہے کہ کوئی اس سے بلند ہو سکے فی آتا ہے ظرفیت کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا ابتدائی کنارہ یا حد ابتدائی بن سکے الی آتا ہے انتہائے غایت کے لئے اور اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا انتہائی کنارہ بن سکے فی الحقیقت یہ سب افعال و اسماء و حروف اپنے معانی حقیقہ سے معدول ہیں (پھر فرمایا) یہ سب ہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔

مؤلف۔ مولوی حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی سلمہ کے دلمیں یہ خیال آیا کہ قرآن عظیم میں یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ ہے یعنی سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جن ان کی حسب منشا محرابیں اور تصویریں بناتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ اگلی شریعتوں کو جب رب عزوجل بغیر انکار کے بیان فرمائے تو وہ احکام ہمارے لئے بھی ہوتے ہیں اور تصویروں پر قرآن عظیم نے انکار نہ فرمایا اور جن احادیث سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب احاد ہیں تو قرآن عظیم کو منسوخ نہیں کر سکتیں یہ شبہ دلمیں لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا حضور والا حرمت تصاویر متواتر ہے۔

ارشاد - ہاں حرمت تصاویر متواتر ہے مگر وہ احادیث جن سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب فرداً فرداً احاد ہیں مگر مجموعہ سے حرمت متواتر ہوتی ہے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ حرمت[ف۱] تصاویر کی حدیث متواتر المعنی ہے اور حدیث[ف۲] متواتر المعنی قرآن عظیم کو منسوخ کر سکتی ہے جیسے ایسی احادیث نے یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَاءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ کو منسوخ کر دیا۔

عرض - اللہ[ف۳] کا لفظ مرکب ہے یا مفرد۔

ارشاد - مشہور یہ ہے کہ ال تعریف اور الٰہ سے مرکب ہے ہمزہ کی حرکت لام کو دیکر اس کو حذف کر دیا اور لام کو لام میں ادغام کر دیا لفظ اللہ ہو گیا۔ مگر مجھے دوسرا قول پسند ہے کہ لفظ اللہ مرکب نہیں بلکہ بہیئت کذائیہ علم ہے ذات باری کا کہ جس طرح اس کی ذات غیر مرکب ہے اسی طرح اس کا نام بھی غیر مرکب ہونا چاہیئے اور ان کا مؤید اس کا طرز استعمال بھی ہے کہ وقت ندا اس کا الف نہیں گرتا یا اللہ میں ایسا نہیں ہوتا کہ کہ ہمزہ اور الف گر کر یا لام میں مل جائے اگر لام[ف۴] تعریف ہوتا تو ضرور ایسا ہوتا کہ اس کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اور منادی بیا معرف باللام کے پہلے ایہا زیادہ کرتے ہیں یہاں حرام ہے اور اگر معنی کا تصور کر کے ہو تو کفر ہے ایہا کے معنی ہوتے ہیں ایک مبہم ذات جس کا بیان آگے ہے وہاں ابہام کیسا وہ تو اعرف المعارف[ف۵] ہے ہر شئے کو تعیین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے (پھر فرمایا) وہ تو اس قدر ظاہر ہے کہ اس کا بے غایت ظہور وہی سبب ہو گیا اس کے بے نہایت بطون کا قاعدہ ہے کہ شئے جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی آفتاب طلوع کے بعد

ف۱ حرمت تصاویر کی حدیث متواتر المعنی کہی جا سکتی ہے، ف۲ حدیث متواتر المعنی ناسخ کتاب ہو سکتی ہے ف۳ لفظ اللہ مفرد ہے یا مرکب، ف۴ لام تعریف پر ہمزہ وصلی ہوتا ہے ف۵ اللہ عزوجل اعرف المعارف ہے۔ یا اللہ جائز اور یا ایہا کے بعد اللہ کہنا حرام اور اس کی وجہ

مہ یہ حضرت کی کرامت کہیے تو بجا ہے اور یہ اسی بار نہیں اکثر ایسا ہوا ہے کہ شبہ بیان نہیں ہوا اور جواب فرما دیا۔ ۱۲ مؤلف

کچھ بخارات سحابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ جب بالکل نصف النہار پر آجاتا ہے نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے۔ مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے اس لئے اگرچہ ہم اس کو نہیں دیکھ سکتے پھر بھی اس کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں آفتاب سے روشنی لے سکے اس وقت ماہتاب آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہو کر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے لونگا ہرگز نہیں لے سکتا بلا تشبیہ ذات باری تعالیٰ بیحد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بیحد باطن تھی تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہو کر تمام مخلوقات کو منور کر دے ؎

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ حاصل کر لوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے بغیر اس توسل کے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی کون ہے جس سے تمام عالم منور و موجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکئ عدم چھا جائے وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۃ السر و موضع نفوذ الامر جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ یعطی من یشاء ویمنع من یشاء لا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ حضور اقدس[ف۲] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۂ سر الٰہی

ف۱ بے وسیلۂ ماہتاب رسالت آفتاب الوہیت سے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔

ف۲ حضور خزانۂ سر الٰہی اور جائے نفوذ امر خداوندی ہیں حضور کے قبضہ میں الٰہی نعمتوں کے خوان ہیں جسے چاہیں دیں جسے چاہیں منع فرما دیں۔

اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں۔ رب العزۃ جل جلالہٗ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دئے جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی معنی ہیں انما انا قاسم واللہ یعطی جز این نیست کہ میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے ؎

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا

وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

عرض۔ یہ حدیث ہے لولاک[ف۱] لما اظہرت الربوبیۃ

ارشاد۔ میں نے حدیث میں نہیں دیکھا ہاں صوفیہ کی کتاب میں آیا ہے لولاک لما اظہرت ربوبیتی بانیہمہ معنی صحیح اور صحیح حدیث کے موافق ہیں صحیح حدیث میں ہے خلقت الخلق لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا اے میرے حبیب میں نے خلق کو اس لئے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہچنوا دوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے جب دار العمل نہ ہوتا دار الجزا کہاں سے آتا یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی نہ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا خدا ہونا اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض۔ موت وجودی ہے یا عدمی۔

ارشاد۔ موت[ف۲] اور حیات دونوں وجودی ہیں قرآن عظیم فرماتا ہے خَلَقَ الْمَوْتَ

ف۱ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ: حدیث ہے یا نہیں۔

ف۲ موت وحیات دونوں وجودی ہیں۔

وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ دیکھے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے ع۔ رائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضے میں جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مر جاتا ہے اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے (پھر فرمایا) اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری ع۔ جلالہٗ کے کوئی اس سے نہ بچے گا جب آیت نازل ہوئی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزۃ جل جلالہٗ کا۔ فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں پھر آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے۔ جب آسمان و زمین سب فنا ہو جائیں گے اور صرف ملائکہ مقربین میں جبرئیل۔ میکائیل اسرافیل ع۔ رائیل اور چار فرشتے حملۂ عرش (عرش کے اٹھانے والے) رہ جائیں گے ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے ع۔ رائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے کہ باقی ہیں تیرے بندے جبریل میکائیل اسرافیل ع۔ رائیل اور چار فرشتے عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ ارشاد فرمائے گا جبریل کی روح قبض کر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح قبض کریں گے وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں رب العزۃ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے پھر فرمائے گا ع۔ رائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے میکائیل اسرافیل ع۔ رائیل اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا۔ فرمائے گا میکائیل کی روح قبض کر میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند سجدہ میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے پھر ارشاد فرمائے گا ع۔ راعیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے

باقی ہیں تیرے بندے اسرافیل عزرائیل اور حملۂ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ ارشاد فرمائے گا اسرافیل کی روح قبض کر اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے حملۂ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ فرمائے گا حملۂ عرش کی روح قبض کر وہ سب بھی اسی طرح مر جائیں گے پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوگا اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور کبھی فنا نہ ہوگا ارشاد فرمائے گا مُت مر جا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند رب العزۃ کے حضور سجدے میں تسبیح کرتے گر پڑیں گے اور روح نکل جائے گی اس وقت سوا رب العزۃ جل جلالہ کے کوئی نہ ہوگا اس وقت ارشاد ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کے لئے بادشاہت ہے کوئی ہو تو جواب دے خود رب العزۃ جل جلالہ جواب فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ٥ اللہ واحد قہار کے لئے ہے جب تک چاہے گا یہی حالت رہے گی پھر جب چاہے گا۔ اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ فرمائیگا وہ صور پھونکیں گے قیامت قائم ہو گی۔ حساب ہوگا جنتی جنت میں اور ابدی دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور گنہگار مسلمان جہنم سے نجات پا جائیں گے کہ منادی جنت و دوزخ کے درمیان جنت و دوزخ والوں کو ندا کرے گا۔ جہنمی نہایت خوشی سے جھانکنے لگیں گے کہ شاید نجات کے لئے ہم کو ندا دی گئی ہے اور جنت والے نہایت خوف کے ساتھ جھجکتے ڈرتے غرفات جنت سے جھانکیں گے کہ کہیں پھر ہم سے

ف قیامت اور بعد قیامت کے بعض احوال۔

کوئی خطا ہو گئی ہے جس سے دوزخ میں بھیجدئے جائیں پھر موت کا مینڈھا لایا جائے گا جنتیوں سے پوچھا جائے گا۔ تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے پھر جہنمیوں کی طرف منہ کر کے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں ہم پہچانتے ہیں یہ موت ہے پھر جنت و دوزخ کے درمیان یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح فرمائیں گے پھر جہنمیوں سے کہا جائے گا اب تم ہمیشہ جہنم میں رہو۔ کبھی مرنا نہیں بالکل مایوس ہو کر پلٹیں گے ایسا رنج ان کو کبھی نہ ہوا ہو گا پھر جنتیوں سے کہا جائے گا اب تم جنت میں ہمیشہ رہو اب کبھی مرنا نہیں وہ نہایت خوش ہو کر پلٹیں گے ایسی خوشی ان کو کبھی نہ ہوئی ہو گی۔

عرض ۔ تراویح میں ختم کے روز مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ سنت ہے حدیث میں ایسا کرنے کو حال مرتحل فرمایا ہے یعنی منزل پر پہنچ کر کوچ کر دینے والا جب ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے اب شاید رک جائے نہ پڑھے جب دوسرا پارہ ختم کرتا ہے کہتا ہے اب شاید نہ پڑھے اسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہو جاتے ہیں کہتا ہے اب نہ پڑھے گا اب ختم کر چکا[1] پھر مفلحون تک پڑھتا ہے کہتا ہے یہ نمانے گا پڑھتا ہی رہے گا مایوس ہو جاتا ہے اس کی امید ٹوٹ جاتی ہے

عرض ۔ جن دو رکعتوں میں اول میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور دوسری میں الٓمّٓ مفلحون تک پڑھا جائے گا اُن میں خلاف ترتیب لازم آئے گا۔

ارشاد ۔ کیوں لازم آئے گا۔ اولیائے کرام نے ایک ایک رکعت میں دس دس ختم کئے ہیں آخر ان میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے بعد الٓمّٓ پڑھا ہی ہو گا۔

---

[1] ختم کے دن مفلحون تک پڑھنے کا حکم

عرض۔ سورۂ اخلاص کا تراویح میں تین بار پڑھنا کیسا ہے
ارشاد۔ مستحب ہے صحیح حدیث میں آیا کہ سورۂ اخلاص ثلث[ف۱] قرآن ہے تو تین بار پڑھنے میں پورے قرآن عظیم کا ثواب کے ملنے کی امید ہے۔
عرض۔ یہ بھی آیا ہے کہ سورۂ کافرون ربع قرآن ہے تو اس کو اگر چار مرتبہ پڑھے۔
ارشاد۔ خیر مسلمانوں میں رائج یوں ہے اور سورۂ اخلاص[ف۲] کا ثلث قرآن ہونا متواتر حدیث میں ہے اور سورۂ کافرون کا ربع ہونا متواتر نہیں۔
عرض۔ بعض لوگ قل ہو اللہ شریف تین بار پڑھتے ہیں اور ہر بار بسم اللہ باآواز پڑھتے ہیں۔
ارشاد۔ ایک بار باآواز تسمیہ ہونا چاہئے خواہ کہیں ہو الم کے اول ہو یا سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس کے اول ہو یا سورۂ اخلاص شریف کے اول ہو اور باقی آہستہ ہو۔
عرض۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے کیا مراد ہے۔
ارشاد۔ سبع[ف۳] مثانی کی تفسیر کی گئی ہے سورۂ فاتحہ شریف کے ساتھ
عرض۔ قبرستان میں[ف۴] باآواز قرآن عظیم پڑھنا کیسا ہے۔
ارشاد۔ ایسی آواز سے پڑھنا مستحسن ہے کہ اموات سنیں اور ان کا دل بہلے نہ اتنی کر یہ آواز سے کہ مردے کو بھی پریشان کرے۔
عرض۔ وقت دفن[ف۵] اذان کیوں کہی جاتی ہے۔

ف۱ سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے تین بار پڑھے تو پورے قرآن عظیم کا ثواب ملے۔
ف۲ سورۂ اخلاص کا ثلث قرآن ہونا حدیث متواتر المعنی سے ثابت سورہ کافروں کا ربع قرآن ہونا ایسا نہیں۔ ف۳ سبع مثانی سے کیا مراد۔ ف۴ قبرستان میں باآواز قرآن عظیم کی تلاوت
ف۵ دفن کے بعد آذان کیوں کہی جاتی ہے۔

ارشاد۔ دفع شیطان کے لئے۔ حدیث میں ہے اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہیں کہ روحا تک بھاگتا ہے اور روحا مدینہ طیبہ سے ۳۶ میل ہے اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے یہ لعین دور سے کھڑا اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہدے جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا پھر سوال کرتے ہیں ما دینک تیرا دین کیا ہے اسکے بعد سوال کرتے ہیں ما تقول فی ھذا الرجل ان کے بارے میں کیا کہتا ہے اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھادیا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لئے ھٰذا النبی ف۱ نہ کہیں گے ھٰذا الرجل کہیں گے۔

عرض۔ یہ زمین قیامت کے روز دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔

ارشاد۔ ہاں ف۲ ان زمین وآسمان کا دوسرے زمین وآسمان سے بدلا جانا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے ارشاد ہوتا ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ جس دن بدل جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان بھی اور کھل جائیں گے (قبروں سے لوگ) اللہ واحد قہار کے لئے مگر آسمان کے لئے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کا ہے کا ہوگا ہاں ف۳ زمین کے بارہ میں صحیح حدیث آئی ہے جس میں ہے کہ آفتاب قیامت کے دن سوا میل پر آجائے گا صحابی جو اسکے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد میل مسافت ہے یا میل سرمہ پھر فرمایا اگر میل مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے آفتاب ف۴ چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور پھر اس طرف کو

ف۱ مردے سے سوال میں ھذا الرجل کیوں کہتے ہیں۔ ف۲ قیامت کے بعض احوال۔

ف۳ روز قیامت زمین وآسمان بدل جائیں گے زمین لوہے کی ہوگی اور آسمان اللہ جانے۔

ف۴ آفتاب اب چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور قیامت میں سوا میل پر ہوگا میل سے ممکن کہ میل سرمہ مراد ہو۔

پیٹھ گئے ہے اس روز کہ سوا میل پر اور اس طرف کو منہ کئے ہوگا اس روز کی گرمی کا پوچھنا اسی حدیث میں ہے کہ زمین توے کی کر دی جائے گی (پھر فرمایا) اور جنت فـ۱ میں چاندی کی زمین ہو جائے گی اور یہ زمین وسعت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں جانوروں کے لئے جو روز ازل سے روز آخر تک پیدا ہوئے ہوں گے حدیث میں ہے کہ رحمٰن بڑھائے گا زمین کو جس طرح روٹی بڑھائی جاتی ہے اس وقت کروی شکل فـ۲ پر ہے اس لئے اس کی گولائی ادھر کی اشیأ کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کر دی جائے گی کہ اگر ایک دانہ خشخاش کا اس کنارہ پر پڑا ہو اس کنارۂ زمین سے دکھائی دے گا۔ حدیث میں ہے یبصر ھم الناظر و یسمعھم الداعی دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔

عرض۔ حضور یہ صحیح ہے کہ یہ زمین جنت کی شکر فـ۳ بنا دی جائے گی۔

ارشاد۔ میں نے نہ دیکھا ہاں یہ تو ہے کہ محشر کے عرصات میں گرمی شدت کی ہوگی۔ پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہے بھوک کی تکلیف بھی ہوگی اسلئے مسلمان کے لئے زمین فـ۴ مثل روٹی کے ہو جائے گی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑ لیگا اور کھائے گا۔

عرض۔ حضور والا یہ صحیح ہے کہ کعبہ معظمہ جنت میں جائے گا

ارشاد۔ ہاں کعبہ فـ۵ معظمہ اور تمام مساجد

عرض۔ اور حضور روضۂ اقدس

ارشاد۔ روضۂ فـ۶ اقدس افضل ہے یا کعبہ معظمہ

فـ۱ جنت کی زمین چاندی کی ہوگی۔ فـ۲ زمین اب کروی شکل کی ہے قیامت کے دن ہموار کی جائے گی۔ کیسی ہموار۔ فـ۳ اس زمین کے جنت کی شکر بنا دیئے جانے کی نسبت۔

فـ۴ قیامت میں مسلمان کے لئے یہ زمین روٹی کی طرح ہوگی۔

فـ۵ کعبہ معظمہ اور تمام مساجد داخل جنت ہوں گے۔ فـ۶ روضۂ اقدس کعبہ سے افضل ہے

عرض۔ روضۂ اقدس

ارشاد۔ پھر جب مفضول جائے گا تو افضل کے جانے میں کیا شبہ۔ صرف روضۂ اقدس ہی نہیں بلکہ تمام[ف۱] تربتیں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

ارشاد۔ نہیں۔

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے۔

ارشاد۔ نہیں۔

عرض۔ کیوں۔ کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد۔ ہاں۔

عرض۔ سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا میں دیمک لگ جانا صحیح ہے۔

ارشاد۔ ہاں سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جنوں سے بیت المقدس[ف۲] بنوا رہے تھے اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ خود کھڑے ہو کر کام لیتے تھے اگر آپ وہاں تشریف فرما نہ ہوتے تو وہ معمار شرارت کرتے تھے ابھی ایک سال کا کام باقی تھا کہ آپ کے انتقال کا وقت آ گیا۔ آپ نے غسل فرمایا کپڑے نئے پہنے خوشبو لگائی اور اسی طرح تشریف لائے عصا پر تکیہ فرما کر کھڑے ہو گئے۔ عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی روح قبض[ف۳] کر لی آپ اسی طرح عصا پر ٹیک لگائے رہے پہلے تو

ف۱ انبیا علیہم السلام کی تربتیں داخل جنت ہوں گی۔

ف۲ بیت المقدس کی تعمیر کا کام حضرت سید سلیمان علیہ السلام نے خود اپنے سامنے کھڑے ہو کر جنوں سے لیا۔ ف۳ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام عصا پر تکیہ لگائے قیام فرماتے تھے اسی حالت میں قبض روح ہوا۔

جنوں کو رات کی فرصت مل بھی جاتی تھی اب دن رات برابر کام کرنا پڑتا تھا۔ حضرت ہر وقت کھڑے ہی رہتے تھے اور اجازت مانگنے کی کسی میں ہمت نہ تھی ناچار سال بھر تک یکلخت دن رات برابر کام کیا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام بعینہا ویسے ہی رہتے ہیں ان میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک بھی اسی طرح رہا جب کام پورا ہو چکا۔ دیمک کو حکم ہوا اس نے آپ کے عصا کو کھانا شروع کیا جب عصا کمزور ہوا آپ نیچے تشریف لائے۔ جن پہلے غیب کے علم کا ادعا رکھتے تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُھِیْنِ ۝ کھل گیا جنوں کا حال اگر غیب جانتے کیوں رہتے ایک سال سخت عذاب میں

عرض۔ کیا حضور حیوانات[ف۱] بھی ناطق ہیں۔

ارشاد۔ بلاشبہ

عرض۔ انسان کو اور حیوانات سے تمیز ناطق ہی تھی ناطق ہی فصل ہے اور فصل کا دو جنسوں میں اشتراک محال۔

ارشاد۔ یہ تمیز کس کے نزدیک ہے جاہل فلاسفہ حمقا کے نزدیک ہر شے ناطق ہے شجر، حجر، دیوار و در سب ناطق ہیں نص ہے قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ ۝ اعضا کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا جس نے ہر شے کو ناطق کر دیا اور نصوص[ف۳] کا ان کے ظواہر پر حمل واجب بلاضرورت ان میں تاویل باطل و نا مسموع اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ کوئی شے ایسی نہیں کہ اللہ کی تسبیح و تحمید نہ کرتی ہو

ف۱ حیوانات بھی ناطق ہیں۔

ف۲ فلاسفہ کے صرف انسان کو ناطق بنانے کا رد بازغ۔

ف۳ نصوص کا ظواہر پر حمل واجب بے ضرورت تاویل باطل۔

لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ ہر شے مکلّف[۱] ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کی ساتھ۔

عرض كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ط سے ان کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔

ارشاد۔ اول تو یہ آیت خاص پرندوں اور ذوی العقول کے باب میں ہے۔ سباق آیت ہے أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ط كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ کیا نہیں دیکھتے جو لوگ زمین و آسمان میں ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو پہچان لیا دوسرے یہ کہ اس آیت میں لف و نشر مرتب مانا جائے کہ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ نے اپنی نماز کو جان لیا اور پرندوں نے اپنی تسبیح کو تیسرے یہ کہ اگر اس آیت کو عام رکھا جائے تو از قبیل عطف عام علی الخاص ہو جائے گا۔ جمادات نباتات کی نماز وہی ان کا ایمان و تسبیح ہے (پھر فرمایا) ان میں مادۂ معصیت بھی ہے ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دی جاتی ہے اہل کشف فرماتے ہیں تمام جانور تسبیح کرتے ہیں جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کو موت آتی ہے ہر پتا تسبیح کرتا ہے جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے۔ جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی۔ شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے کہا اَلْحَلَائِلُ

ف۱ ہر شے حضور کی تصدیق اور اللہ عزوجل کی تسبیح کے ساتھ مکلف ہے۔

ف۲

ف۳ حیوانات نباتات جمادات معصیت کرتے ہیں اور جس سزا کے لائق ہیں سزا بھی پاتے ہیں۔

لَا یَخْرُجْنَ بِاللَّیْلِ بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں فاعقمہا اللہ تعالیٰ تو اللہ نے اس کو بانجھ کر دیا اسی وجہ سے شمالی[فا] ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا پھر صبا (یعنی پروائی) سے فرمایا فقالت سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا صرف ایک خندق درمیان میں تھی اس پار مسلمان تھے اس پار کفار ادھر صبح تک چراغ جلتے رہے اور دوسری طرف اونٹ بارہ بارہ کوس پر گرے تو پروائی[فا] کو یہ نعمت دی کہ بارش اسی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (پھر فرمایا) ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اُسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا اور کچھ وہی مکلف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ حدیث[فس] میں ہے مامن شیٔ الا و یعلم انی رسول اللہ الا مردۃ الجن والانس کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔

عرض۔ پھر انسان اور دیگر حیوانات میں ما بہ الامتیاز کیا ہے۔

ارشاد۔ عقل[فک] ہے اور وہ تکالیف شرعیہ جو رکھی گئی ہیں اس پر اور وہ امانت ہے جس کو اٹھالیا انسان نے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اُٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

فا شمالی ہوا سے پانی کیوں نہیں برستا۔ فا پروائی سے کیوں برستا ہے۔

فس ہر شے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی جانتی ہے سوا سرکش انسانوں اور جنوں کے۔

فک انسان و حیوان میں امتیاز کی شے عقل ہے۔

عرض۔ حضور والا وہ امانت کیا تھی۔

ارشاد۔ اس[ف۱] میں اختلاف ہے علما فرماتے ہیں وہ عشق الٰہی ہے (پھر بیان سابق کی طرف توجہ فرمائی فرمایا) علما فرماتے[ف۲] ہیں جو ان کے سمع و ادراک پر ایمان نہ لائے اس کے ایمان میں نقص ہے۔ یہ سب ایمان لائے ہیں حضور پر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی چیز ایسی نہیں یہاں تک کہ مصنوعات انسانیہ جیسے (اپنی گھڑی اور ڈبیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) یہ گھڑی یہ ڈبیہ کہ ان کو انسان نے بنایا ہے مگر روز ازل سب سے عہد لیا گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تو اگر فہم و ادراک نہ تھا تو یہ عہد کیسا قرآن عظیم میں ہے۔ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ (فرمایا آؤ تم خوشی سے یا مجبوراً کہ چاہتے نہ تھے مگر مجبور ہو کر چلے آئے) تو انھوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آئے جس طرح تمہارا بدن نہیں سمجھتا وہ روح سمجھتی ہے جو اس بدن سے متعلق ہے اسی طرح وہ اجسام بھی سننے سمجھنے والے نہیں بلکہ وہ روحانیتیں جو ان سے متعلق ہیں۔

عرض۔ تو پھر یہ تقسیم موجودات دنیا کی حیوانات نباتات جمادات کی طرف غلط ٹھہرے گی۔

ارشاد۔ ہاں یہ ظاہر بینوں کی تقسیم ہے اور ظاہر نظر میں یہ تقسیم صحیح بھی ہے، مگر نظر دقیق میں نہیں ابتدائے اسلام میں کفار دشمن سخت تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لئے جا رہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا پہاڑ[ف۳] سے آواز آئی حضور مجھ پر نہ تشریف لائیں کہ مجھ پر

ف۱ وہ امانت جس کے تحمل سے آسمانوں زمین اور پہاڑ نے انکار کیا اور انسان نے اسے اٹھالیا کیا ہے۔ ف۲ ہر شے سمع و ادراک رکھتی ہے جو اس پر ایمان نہ لائے وہ کامل الایمان نہیں۔

ف۳ پہاڑوں کا علم ادراک و نطق

کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پالیا اور ایذا دی تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہو گا۔ سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی الی یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور میری طرف تشریف لائیں سرکار اس پر تشریف لے گئے تو اگر علم وادراک ونطق نہ تھا تو کیونکر ایسا ہوا جب آیہ کریمہ نازل ہوئی وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ط جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ پہاڑوں نے رونا شروع کیا یہ آنسو ہیں دریا جو بہہ گئے ہیں (پھر فرمایا) رجوع وخشوع وخضوع عام ہے تمام حیوانات ونباتات وجمادات کو یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لوہے کا نرم ہو جانا اسی کے حکم سے تھا محض ارادۃ اللہ سے موم ہو جاتا تھا جیسے ٹھنڈا ہو جانا آگ کا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرمایا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر یانار عام فرمایا تھا جتنی آگیں تھیں دنیا کی سب ٹھنڈی ہو گئیں روئے زمین پر کہیں آگ کا نام ونشان نہ رہا اور یہ آگ تو ایسی ٹھنڈی ہو گئی کہ علما فرماتے ہیں اگر سلامًا نہ فرماتا تو اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی کئی کوس کے گرد میں وہ آگ تھی کوئی اس کے قریب بھی نہ جا سکتا تھا اب فکر ہوئی کہ ان کو ڈالیں گے کیونکہ شیطان ملعون آیا اور گوپھن بنانا سکھایا کہ اس طرح کا بنا کر اس میں ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بٹھا کر پھینک دو جب آپ کو گوپھن میں بٹھا کر پھینکا آپ آگ کی محاذات پر آئے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے عرض کی الک حاجۃ یا ابرھیم کوئی حاجت ہے اما منک فلا ہے تو مگر تم سے

ف۱ دریا پہاڑوں کے آنسو ہیں۔

ف۲ رجوع وخشوع وخضوع حیوانات جمادات ونباتات سب کو عام ہے۔

ف۳ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل جلیل پر نار نمرود کے برد وسلام ہونے کا ذکر۔

عرض کی تو جس سے ہے اسی سے کہئے فرمایا علمہ بحالی کفانی عن سوالی وہ خود جانتا ہے عرض کی ضرورت نہیں قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ

عرض۔ یہ صحیح ہے کہ حیوانات مٹی ہو جائیں گے تو ان کی ارواح کہاں جائیں گی

ارشاد۔ مٹی[ف۱] ہو جائیں گی یہ تو ثابت ہے آگے کچھ نہ فرمایا شرع نے بتایا کہ جو حیوانات موذی ہیں وہ دوزخ میں کافروں کو عذاب دینے کے لئے جائیں گے ان کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی جس طرح فرشتگان عذاب کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اصحاب کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائیگا اور بلعم اس کتے کی شکل ہو کر جہنم میں جائے گا اور ناقۂ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ناقۂ عضبا جنت میں جائیں گے باقی حیوانات مٹی کر دئے جائیں گے ان کو مٹی ہوتا دیکھ کر کفار کہیں گے يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ کاش میں بھی (انھیں کی مانند) مٹی ہو جاتا۔

عرض۔ کیا حضور جنت میں جنات نہ جائیں گے۔

ارشاد۔ ایک قول[ف۲] یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے جنت میں سیر کو آیا کریں گے (پھر فرمایا) جنت تو جاگیر ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کی اولاد میں تقسیم ہو گی۔

ف۱ حیوانات قیامت کے بعد مٹی ہو جائیں اور کون کون سے جنت میں کون سے دوزخ میں جائیں گے۔

ف۲ جن جنت میں جائیں گے یا نہیں۔